ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

9 جولائی 2003ء۔ 8 جمادی الاول ۱۴۲۴ھ

www.tanzeem.org

جلد 12 شمارہ 24

- کشمیر کی پوری روٹی (اداریہ)
- پاکستان کی خارجہ پالیسی؟ (تجزیہ)
- صدر صاحب! اقبال کا اسلام ہی نافذ کر دیجئے

## نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا اصل ہدف

نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے ہدف کے حوالے سے سورۃ الشوریٰ میں آپؐ کی زبان مبارک سے کہلوایا گیا: ﴿ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ﴾ ''اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے مابین عدل کروں''۔ اس ضمن میں آپ کو متداول تفاسیر میں تھوڑا سا ابہام ملے گا۔ اکثر مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ ''لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ'' سے مراد یہود اور نصاریٰ کے مابین عدل ہے کہ ان کے جو تفرقے تھے ان میں کون کس معاملے میں حق پر ہے۔ یعنی مجھے حکم ہوا ہے کہ بجائے اس کے کہ میں تمہاری پیروی کروں' میں تو خود تمہارے معاملے میں عدل اور انصاف کرنے آیا ہوں۔ اس مفہوم کا تعلق آیت ماسبق (آیت ۱۴) سے جڑ جاتا ہے: ﴿ وَلَوْ لَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَھُمْ ط ﴾ کہ اگر ایک وقت معین نہ ہو گیا ہوتا اور بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ابھی ان کا قصہ چکا دیا جاتا۔ لیکن اے نبیؐ آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے مابین عدل کر سکتا ہوں' میں تمہیں بتاؤں گا کہ کیا درست ہے' کیا باطل ہے! یہود کس معاملے میں غلط چلے گئے ہیں اور نصاریٰ نے کس معاملے میں غلو کیا ہے' اُن کی گمراہی کیا ہے' تمہاری غلطی کیا ہے۔ تو اس مفہوم کے اندر بھی بالکل کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس ''عدل'' کا تعلق بھی اقامت دین سے ہے' کہ دین اس لئے آیا ہے کہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔

یہ عدل صرف نصاریٰ اور یہود کے مابین نہیں ہے' یہ عدل تو طبقات کے مابین ہے' یہ عدل مرد اور عورت کے مابین ہے' یہ عدل جماعت اور فرد کے مابین ہے' یہ عدل اجتماعیت اور انفرادیت کے مابین ہے' یہ عدل سرمائے اور محنت کے مابین ہے' یہ عدل حکومت اور شہریوں کے مابین ہے۔ چنانچہ ہر اعتبار سے عدل و توازن اور میزان کو نصب کرنے اور عدل و قسط کے نظام کو قائم کرنے کے لئے آئے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ کا اعلان یہ تھا کہ تم مجھے محض واعظ نہ سمجھو' میں تمہارے مابین عدل قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔

(سورۃ الشوریٰ کی آیات ۱۳ تا ۱۵ کے ضمن میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠﴾ (آیت ۲۲۸)

''اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور انہیں یہ جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا اسے چھپائیں اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اگر ان کے خاوند اس مدت میں پھر سے تعلقات استوار کرنے پر آمادہ ہوں تو وہ انہیں زوجیت میں واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔ نیز عورتوں کے حقوق بھی ایسے ہیں جیسے ان کے فرائض اور مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے''۔

جن عورتوں کو طلاق دی جائے وہ تین ایام ماہواری تک اپنے آپ کو روکے رکھیں یعنی دوسری جگہ نکاح نہ کریں۔ اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ ہاں اگر اس مدت کے اندر اندر شوہر چاہے تو وہ رجوع کرسکتا ہے یعنی طلاق واپس لے سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ ایک یا دو طلاقیں دی گئی ہوں کیونکہ تیسری طلاق کے بعد تو پہلے شوہر کے لئے اس طلاق یافتہ بیوی کے ساتھ نکاح کا امکان ختم ہوگیا اور وہ عورت آزاد ہے کہ جہاں چاہے نکاح کرلے۔ اگر ایک یا دو طلاقیں ہوئیں اور عدت بھی گزر گئی تو اب اس شوہر کے لئے دوبارہ اسی عورت کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے' اگر دونوں اس پر راضی ہوں۔

طلاق یافتہ عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے حمل کو چھپائیں۔ اگر طلاق والے شوہر سے عورت کو حمل رہ گیا ہے تو یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور اس عورت کی عدت بھی وضع حمل تک ہے۔ یعنی جب تک بچہ پیدا نہیں ہوجاتا وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو انہیں اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے رحموں میں بچے کی موجودگی کو چھپائیں۔ پھر ان کے شوہروں کو زیادہ حق حاصل ہے کہ وہ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے اندر اندر رجوع کرلیں۔ تاہم اس بارے میں یہ ضرور ہو کہ اگر شوہروں کا ارادہ اصلاح کا ہے تو رجوع کریں ورنہ خواہ مخواہ تنگ کرنے کے لئے طلاق واپس لینا کہ عدت پوری ہوگئی تو عورت ہاتھ سے نکل جائے گی اور میں اسے کیسے ستاؤں گا' اس طرح کی سوچ بہت بڑا گناہ ہے' ایسا شخص خدا کی پکڑ میں آجائے گا۔ ان عورتوں کے حقوق بھی اسی طرح ہیں جس طرح ان کے فرائض۔ کچھ لوگوں نے جو یہ ترجمہ کردیا ہے کہ ان کے حقوق مردوں پر ایسے ہی ہیں جس طرح مردوں کے حقوق ان پر ہیں' درست نہیں۔ بلکہ درست ترجمہ یہ ہوگا کہ معروف طریقے سے جیسے ان کی ذمہ داریاں ہیں ویسے ان کے حقوق ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت ہے اور اس بات میں اللہ کی خاص حکمت ہے کہ اس نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ اس لئے کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

فرمان نبوی

## اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَصَرَ اَخَاهُ بِالْغَیْبِ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (رواہ البیہقی فی الشعب)

''حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو آدمی اپنے کسی بھائی کی غیر حاضری میں اس کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتے ہیں''۔

کسی کی غیر حاضری میں اس کے لئے دعا کرنا اور اس کی مدد کرنا گویا اس کے ساتھ خلوص نیت اور للّٰہیت کا مظہر ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی مدد فرماتے ہیں اور اس کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں۔

4 JUL 2003

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کشمیر کی پوری روٹی

یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ ہمارے ملک کے ''پیارے صدر'' کے کسی بیان پر ہمیں گلابو یاد آئے' لیکن اجتماعی لاشعور کے گہرے سمندر میں تاریخی شعور کی مچھلیاں اس انداز میں تیرتی رہتی ہیں کہ اک ذرا سی تحریک سے اچھل کر' قوم کے حافظے کو بیدار کر دیتی ہیں۔ چنانچہ یہ قدرتی امر ہے کہ جب جنرل مشرف صاحب نے کیمپ ڈیوڈ میں صدر بش سے بیس منٹ کی ون ٹو ون ملاقات سے اگلے روز واشنگٹن میں ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں یہ کہا کہ ''صدر بش کو مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اسرائیل کی طرز پر روڈ میپ کا اعلان کرنا چاہئے۔ پاکستان کو خوشی ہوگی کہ امریکہ اس معاملے میں ثالثی کا کردار ادا کرے'' تو اس بیان کی تحریک سے قوم کی یادداشت بیدار ہوئی اور ہمیں گلابو یاد آ گیا۔ گلابو قلعہ منگلا کے قطعہ دار کے پاس تین روپے ماہوار پر معمولی ملازم تھا۔ پھر اس نے رنجیت سنگھ کی ملازمت اختیار کر لی اور اپنے نئے آقا کی اتنی خدمت کی کہ رنجیت سنگھ نے گلابو کو جموں کی جاگیر عطا کر دی۔ اب گلابو گلاب سنگھ کہلایا' اور جب اس نے رنجیت سنگھ کی موت (1839ء) پر سات لاکھ کشمیریوں کو 75 لاکھ روپے کے عوض انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دیا اور 9 نومبر 1846ء کو انگریزی فوج کے ہمراہ سری نگر میں داخل ہوا تو وہ پوری ریاست جموں و کشمیر کا مہاراجہ گلاب سنگھ بن گیا۔ چنانچہ یہ قدرتی امر ہے کہ جنرل مشرف کے بیان پر قوم کے حافظے میں گلاب سنگھ کے ساتھ ساتھ شاعر کا یہ مصرع بھی بیدار ہو ع ''قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند''۔

جنرل صاحب نے امریکہ یاترا سے دو تین روز قبل ہی امریکہ کے منظور کردہ پروگرام کے مطابق ''اسرائیل منظور'' اور کشمیر کے روڈ میپ کی باتیں شروع کر دی تھیں۔ قوم کو اندازہ ہو گیا تھا کہ امریکہ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے' جسے کھانے پر اہل پاکستان اور اہل کشمیر کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق کشمیریوں کے استصواب کی بات اب پس منظر میں ڈال دی گئی ہے۔ اچھا ہوا' بھارت کے صدر ابوالکلام اور وزیراعظم واجپائی نے جنرل مشرف کی ثالثی کی تجویز مسترد کر دی ہے۔ آزاد کشمیر کے وزیراعظم سکندر حیات خان نے کہا کہ جس طرح دو قومی نظریئے کی بنیاد پر ہندوستان تقسیم ہوا تھا' اسی طرح دریائے چناب کو سرحد قرار دے کر ریاست جموں و کشمیر کو بھی تقسیم کر لیا جائے۔ اسی روز آزاد کشمیر کے صدر سردار انور خان نے کہا کہ ''کشمیر کا روڈ میپ کشمیریوں نے طے کرنا ہے۔ انہیں باہر رکھ کر کوئی روڈ میپ تیار نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں نے زندہ کھالیں کھنچوائی تھیں' ہم ان کے وارث ہیں۔'' سردار صاحب کے اس اعلان کی حمایت بھارت سے آئے ہوئے پارلیمانی وفد کے قائد کلدیپ نیر نے بھی کی۔ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ کشمیر کا روڈ میپ بنانے کا حق صرف کشمیری عوام کو حاصل ہے۔

لیکن ہو کیا رہا ہے! جنرل مشرف نے مسئلہ کشمیر کو ''حقیقت پسندانہ'' انداز میں حل کرنے کے لئے چار مرحلوں پر مشتمل جو تجویز صدر بش کو پیش کی ہے اور جسے ان کے بقول امریکہ نے تسلیم کر لیا ہے' اسے نہ اہل کشمیر کی حمایت حاصل ہے نہ اہل پاکستان کی۔ اس تجویز کا اصل محرک امریکہ خود ہے جس کا نعرہ ہے: ''سب سے پہلے امریکہ''۔ تنظیم اسلامی کے مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے چند برس پہلے ہی وارننگ دے دی تھی کہ ''اگر بھارت اور پاکستان نے دو طرفہ مذاکرات کے ذریعے جلد از جلد ''کچھ دو اور کچھ لو'' کے اصول پر عمل نہ کیا تو عنقریب یہ دونوں روایتی بلیوں کی مانند دیکھتے رہ جائیں گے اور عظیم تر کشمیر کی پوری روٹی عالمی یہودی استعمار ہڑپ کر جائے گا''۔

کیمپ ڈیوڈ میں جو ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے' اس کا مرکزی موضوع ہی 'پوری روٹی' ہڑپ کرنا ہے۔ اہل کشمیر و پاکستان چاہیں تو گلابو کی طرح تین چار ارب ڈالر میں ''فروختند و چہ ارزاں فروختند'' کی صف میں شامل ہو جائیں اور چاہیں تو غیرت مندی اور جرأت رندانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے نئے عالمی نظام کے تابوت میں پہلی کیل گاڑ دیں۔

(ادارۂ تحریر)


قیام خلافت کا نقیب

## ندائے خلافت

جلد 12 شمارہ 24

3 تا 9 جولائی 2003ء

(۲ تا ۸ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

............ 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

............ 2200 روپے

# اگر صدر بش ڈاڑھی رکھ لیں تو ......

اس دفعہ ایڈیٹر کو پیرس (فرانس) سے ایک دلچسپ خط موصول ہوا ہے. خط ذرا طویل ہے' شاید ڈاک کا مقررہ صفحہ اسی خط کی نذر ہو جائے گا. مضائقہ نہیں. خط دلچسپ ہے اور نئے رنگ و انداز کا ہے. انگریزی میں الیکٹرونک میل سے آیا تھا اگر ایک دن پہلے ایڈیٹر کو مل جاتا تو یہ خط پچھلے شمارے میں شامل ہو کر چوکھا رنگ لاتا' لیکن اچھی تحریر کا رنگ دائمی ہوتا ہے. مکتوب نگار ڈاکٹر طارق اسلم ہیں. وہ لکھتے ہیں:

''کوہاٹ میں دس جون کو صدر پرویز مشرف کی تقریر نے پاکستان میں سیاسی اور مذہبی درجہ حرارت کافی بڑھا دیا ہے۔ کئی مغربی سیاسی ماہرین کا کہنا ہے کہ امریکی اور یورپی دورے سے ذرا قبل مذہبی جماعتوں کے خلاف یہ تیز و تند تقریر دراصل غیر ملکی ناظرین کو متوجہ کرنے کے لئے تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ صدر پرویز مشرف کی اس تقریر نے پاکستانی معاشرے میں تقطیب کی سلگتی لکڑی کو تیلی دکھائی ہے۔ پاکستان میں مذہبی اور لادینی طاقتیں بڑی تیزی سے آخری مجادلے کی جانب بڑھ رہی ہیں۔ اس مجادلے کے بعد عیاں ہوگا کہ پاکستان مکمل لادینی ملک کی شکل اختیار کرتا ہے یا ایک مثالی اسلامی مملکت بنتا ہے۔ آخر الذکر امکان امریکی اور یورپی ملکوں کو تشویش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے ایک ایسا اسلامی ملک جس کے پاس اسلامی بم بھی ہے' امریکی انتظامیہ کے لئے ناقابل قبول ہوگا جو امریکا کے نئے عالمی نظام (یا بدنظام) کے پھیلاؤ میں رکاوٹیں کھڑی کر سکتا ہے۔ اسی لئے امید ہے کہ کیمپ ڈیوڈ کی ملاقات میں صدر بش اپنے مہمان سے چند گرما گرم سوال کریں گے۔ مثلاً اندرون و بیرون ملک ذرائع ابلاغ کا رجحان دیکھتے ہوئے صدر مشرف کو ڈاڑھی کے سوال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن صدر مشرف نے ذہانت استعمال کرتے ہوئے جواب دیا اور کوہاٹ والا اپنا بیان دہرایا تو وہ صدر بش سے چند پوائنٹ حاصل کرنے کی بجائے ''جیک پاٹ'' جیت سکتے ہیں۔ کیمپ ڈیوڈ میں ڈاڑھی پر گفتگو کرتے ہوئے صدر پرویز مشرف کو بہت محتاط ہونا پڑے گا کیونکہ ایسی ویسی بات سے صدر بش کے ماتھے پر سلوٹیں پڑ سکتی ہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ اُن کے خدا (مسیحؑ) کی توہین کی گئی ہے۔ سب کو علم ہے کہ صدر بش راسخ العقیدہ عیسائی ہیں اور حضرت یسوع مسیحؑ کی کوئی بھی تصویر صدر پرویز مشرف کی یادداشت کو جگا سکتی ہے کہ ہاں حضرت مسیحؑ (صدر بش کے خدا) ڈاڑھی رکھتے تھے۔ اسی لئے بہتر ہے کہ صدر صاحب بائبل کے اس مقولے سے اپنے آپ کو مسلح کر لیں: ''جو مجھے مارتے ہیں' میں ان کے سامنے اپنی کمر اور جو میری ڈاڑھی کھینچتے ہیں' ان کے سامنے گال کر دیتا ہوں۔ میں نقل اتارنے اور تھوکنے والوں سے اپنا چہرہ نہیں چھپاتا''۔ (اسا' 6:50)

صدر پرویز مشرف اپنے ممدوح کی توجہ اس طرف دلا سکتے ہیں کہ وہ پہلے ہی درج بالا نصیحت کی پیروی کر رہے ہیں اور صرف ڈاڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے اس بائبلی مقولے پر کاملاً پورے نہیں اترتے۔

مزید براں جنرل مشرف صدر بش کو یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ اگر وہ ڈاڑھی کے خلاف بولیں گے تو نہ صرف عظیم تر امریکیوں کے ''خدا'' کی توہین کا خطرہ ہے بلکہ ان کے مشہور امریکی صدر ابراہم لنکن کی عزت پر بھی حرف آئے گا' جنہوں نے ایک گیارہ سالہ لڑکی' گریس بیڈیل کی درخواست پر ڈاڑھی رکھ لی تھی۔ ابراہم لنکن کی آپ بیتی لکھنے والی سوانح نگار ایڈا تاربیل کے سامنے گریس نے اپنی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس نے کیونکر اپنے محبوب سیاسی رہنما کو یہ خط لکھا تھا:

''میرا خیال ہے کہ ان کی تصویر دیکھ کر میں مایوس ہو گئی تھی اور میں نے اپنی والدہ سے کہا تھا کہ اگر وہ ڈاڑھی رکھ لیں تو زیادہ اچھے لگیں گے۔ والدہ نے میری تائید کی تو میں نے اس خواہش کو فوراً عملی جامہ پہناتے ہوئے انہیں خط لکھا اور تفصیل سے بتایا کہ اگر وہ گل مچھے رکھ لیں تو ان کی شخصیت پُرکشش ہو جائے گی۔ میں ان کے جذبات مجروح نہیں کرنا چاہتی تھی' لہٰذا میں نے ان کی تصویر کی تعریف بھی کی تھی۔ میں نے انہیں یہ بھی لکھا تھا کہ کیا ان کی کوئی چھوٹی بیٹی ہے اور اگر ہے تو اپنی شدید مصروفیت سے وقت نکال کر مجھے یہ ضرور لکھیں کہ آپ اس کے بارے میں کیسے جذبات رکھتے ہیں۔ خط کے آخر میں' میں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ میں راہ راست سے بھٹکے ہوئے اپنے بھائیوں کو راستی پر لانے کی بھرپور کوشش کروں گی (جو ڈیموکریٹک پارٹی کے تھے) تاکہ وہ آپ کو ووٹ دیں''۔

اس امریکی لڑکی گریس بیڈیل کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صدر پرویز مشرف کو چاہئے کہ صدر بش کو یقین دلائیں کہ وہ متحدہ مجلس عمل کو راہ راست پر لانے کی سرتوڑ کوشش کریں گے۔ تاہم انہیں یہ بھی بتائیں کہ اگر صدر بش ڈاڑھی رکھ لیں تو پاکستان میں ان کا کام آسان ہو جائے گا۔

جناب صدر مشرف اگر درج بالا تجاویز کے مطابق کیمپ ڈیوڈ میں ڈاڑھی کے مسئلے کا دفاع کریں گے تو یقیناً صدر بش سے مضبوط اور دیرپا تعلقات قائم کرنے میں انہیں مدد ملے گی۔ علاوہ ازیں ان کے لادینی موقف پر بھی آنچ نہیں آئے گی کیونکہ ہم نے تجاویز دیتے ہوئے دانستہ حضور پاک ﷺ کی احادیث کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ ❁

## آزادیٔ نسواں یا غلامیٔ نسواں؟

گاہے گاہے اخبارات میں اس قسم کی دلخراش خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں مغربی ملک میں ایک مسلمان طالبہ کو سر پر سکارف لینے کی پاداش میں سکول یا کالج سے نکال دیا گیا اور اس نے عدالت سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ضمن میں سوال یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنی مرضی کا لباس تک پہننے کی اجازت نہ دینا یہ آزادیٔ نسواں ہے یا بدترین غلامیٔ نسواں ہے؟ اگر ایک نوجوان طالبہ اپنے محاسن جسم کو چادر سے ڈھانپ کر حصولِ علم کا فریضہ ادا کرنا چاہتی ہے تو کسی حکومت یا ادارے کو معترض ہونے کا کیا حق ہے؟ اگر ایک خاتون اسی میں اپنی عافیت یا خیریت سمجھتی ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے ستر کو اچھی طرح چھپائے اور مردوں کی بدنگاہی سے اپنے آپ کو بچائے تو آخر اس ''مہذب دنیا'' کے کس قانون کے تحت اس نیک خاتون سے یہ حق چھینا جا سکتا ہے؟ مردوں کا عورتوں کو اپنی مرضی کا لباس پہنانا' اپنی مرضی کے پیشے اختیار کرنے پر مجبور کرنا' ملازمت کے لئے شادی نہ کرنے کی پابندی لگانا اور ذرا عمر ڈھلتے ہی ملازمت سے علیحدہ کر دینا' بچوں کی پرورش اور خانہ داری کی عظیم ذمہ داریوں اور ہمہ وقت مصروفیات کے ساتھ ساتھ عورت پر فکر معاش یا کفالت کا بوجھ لادنا' عورت کے ساتھ انصاف نہیں' یہ تو انتہا درجہ کی بے انصافی ہے۔ یہ عورت کو ''آزادی'' دینا نہیں بلکہ اس سے آزادی چھیننا ہے۔ اس کی نسوانیت کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ شدید ظلم اور زیادتی ہے۔ یہ ''حقوق'' نہیں' بلکہ حقوق کے لبادے میں ''فرائض'' ہیں۔ جدید دور کی اس ''تہذیب'' کو ''بدتہذیبی'' کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

## یہ دنیا دارالامتحان ہے' ایمان اور کفر کی بنیاد پر اصل فیصلہ آخرت میں ہوگا

## توحید ایک اسلامی معاشرے کا اصل الاصول ہے' اس کے بغیر اسلامی معاشرے کا کوئی تصور نہیں

## جس معاشرے سے توحیدی روح ختم ہو جائے اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں

**مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 27 جون 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 19 تک ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج آیت نمبر 20 سے آگے مطالعہ کریں گے۔ جہاں فرمایا:

''ہم ہر ایک کو تمہارے پروردگار کی عطا سے پہنچائے جاتے ہیں اِس کو بھی اور اُس کو بھی' اور تمہارے پروردگار کی عطا کسی سے رکی ہوئی نہیں ہے''۔ (آیت:20)

اس دنیا میں کوئی شخص منکر ہو' کافر ہو' مشرک ہو یا موحد ہو' دنیا کا دسترخوان اللہ تعالیٰ نے یکساں طور پر سب کے لئے بچھا رکھا ہے۔ اس دنیا میں اللہ نے انسان کو اگر مہلت عمر دی ہے تو اس کے ساتھ برتنے کا سامان بھی دیا ہے۔ اگر کسی کو کم دیا ہے اور کسی کو زیادہ تو یہ اس بنیاد پر نہیں ہے کہ کافر کو کم اور مومن کو زیادہ ملے گا' یہاں معیار یہ نہیں ہے۔ ایک دسترخوان کھلا ہے' ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اس سے فائدہ اٹھائے۔ کسی کو اللہ زیادہ دے کر آزماتا ہے' کسی کو کم دے کر آزماتا ہے۔ لیکن اس معاملے میں دنیا میں یہ تفریق روا نہیں رکھی کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے۔ یہ اس کا کھلا دسترخوان ہے اس پر یہاں کوئی روک لگانے والا نہیں ہے۔ ایمان اور کفر کی بنیاد پر اصل فیصلہ تو آخرت میں ہوگا۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ یہاں تو صرف یہ آزمائش مقصود ہے کہ یہ شخص دنیا کا طلب گار ہے یا آخرت کو اپنا مطلوب و مقصود بناتا ہے۔

آگے فرمایا:

''ذرا غور کرو ہم نے کیسے فضیلت عطا کی ہے ان میں سے بعض کو بعض پر' (لیکن) درجوں اور فضیلت کے اعتبار سے آخرت بہت بہتر اور کہیں بڑھ کر ہے''۔

(آیت:21)

دنیا میں اگرچہ بہت سے اعتبارات سے ایک دوسرے پر فضیلت کا معاملہ ہوتا ہے جو کہ اللہ ہی کی عطا ہے۔ کسی کو مال زیادہ دیا کسی کو کم' کسی کو عقل میں فضیلت دی' کوئی صحت میں آگے ہے تو دوسرا عقل میں کم ہے۔ گویا اس دنیا میں مختلف اعتبارات سے اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ لیکن آخرت کے درجات اور فضیلت اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی ہے اس کی دو وقت کی روٹی مشکل سے چل رہی ہے' ایک ارب پتی ہے۔ ان دونوں میں بہرحال ایک نسبت تناسب ہے' لیکن آخرت میں درجات کا یہ فرق بہت بڑا ہوگا یعنی وہ شخص جو دنیا کا طالب تھا وہ آخرت میں شدید ترین عذاب یعنی جہنم میں ہوگا اور جس نے آخرت کے لئے محنت کی ہوگی وہ اس جنت میں ہوگا جس کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے ارب ہا گنا بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ اس فرق کی کوئی نسبت تناسب بنتی ہی نہیں' یہ بہت بڑا فرق ہے۔ اسی طرح آخرت میں اہل جنت کے درجات میں بھی جو فرق ہوگا اس کے بارے میں آتا ہے کہ نچلے درجے کا جنتی اپنے سے اوپر والے جنتی کو یوں دیکھے گا جیسے تم زمین سے ستاروں کو دیکھتے ہو۔

اس آیت کا حاصل بھی یہ ہے کہ مطلوب و موصقود کے اعتبار سے سب سے بہتر شے اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہی ہے' اسی پر نظر رکھ کر محنت کرو اور دنیا کے درجات اور فضیلت سے متاثر نہ ہو۔

آگے فرمایا:

''اور اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا (ورنہ) تم بیٹھ رہو گے مذمت زدہ اور بے کس ہو کر''۔ (آیت:22)

ہمارے دین کا اصل حاصل توحید ہے۔ جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا آقا' مشکل کشا' حاجت روا سمجھے گا اس کا انجام یہ ہوگا کہ بالآخر وہ لاچار اور بے بس ہو کر بیٹھ رہے گا اور اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ آج ہم مسلمانوں کا المیہ ہی یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کو اپنا آقا اور معبود بنایا ہوا ہے' ہمارا قبلہ واشنگٹن ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم بے بسی اور لاچاری کا نشان بنے ہوئے ہیں۔ شرک یہی نہیں ہے کہ مٹی یا پتھر کا بت بنا کر اس کے سامنے سجدہ کیا جائے بلکہ شرک ایک طرزِ فکر کا نام ہے۔ اقبال نے اس کی بڑی پیاری تشریح کی ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

یہاں بت سے مراد غیر اللہ سے امیدیں وابستہ کرنا ہے۔ یہی شرک اور کفر ہے۔ بہرحال جو اللہ کے سوا کسی اور کو بااختیار سمجھ کر اُس سے امیدیں وابستہ کرے گا وہ بالآخر ناکام و نامراد ہوگا۔ اس کی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ گزشتہ صدی کے نصف آخر میں شہنشاہ ایران کا کیا انجام ہوا تھا۔ کوئی زمین اسے پناہ دینے والی نہ تھی۔ اس نے بھی اللہ کو چھوڑ کر امریکہ کو اپنا آقا سمجھا تھا' یہ شرک کا انجام ہے۔

آگے سورۂ بنی اسرائیل کا تیسرا رکوع شروع ہو رہا ہے۔ یہاں سے چوتھے رکوع کے آخر تک جو مضامین بیان ہوئے ہیں ان کے بارے میں عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ یہ تورات کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ تیسرے اور چوتھے رکوع میں دراصل اس صراط مستقیم کے خدوخال بیان ہوئے ہیں جس کی طرف یہ قرآن دعوت دیتا ہے۔ خاص طور پر اس بات کی رہنمائی دی گئی ہے کہ قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر جب ایک معاشرہ وجود میں آئے گا تو اس کی قدریں اور اصول کیا ہوں گے؟ اس معاشرے میں کن اقدار کو فروغ دیا جائے گا' کن چیزوں کا سدباب کیا جائے گا' اگلے دو رکوعوں میں یہی ہدایات آ رہی ہیں۔ آیت نمبر 23 میں پہلی ہدایت یہ آئی:

''اور تمہارے پروردگار نے طے کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو''۔

توحید ایک اسلامی معاشرے کا اصل الاصول ہے۔ اس کے بغیر اسلامی معاشرے کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام کا معاشرتی نظام ہو یا معاشی و سیاسی نظام' سب اسی نکتہ توحید کے گرد گھومتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی معاشرے میں ایسے تصورات اور ایسی رسومات کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی' جو توحید کے منافی ہوں۔ تیسرے رکوع کے آغاز اور چوتھے رکوع کے اختتام پر توحید ہی کا ذکر ہے' گویا ایک اسلامی معاشرہ اس بریکٹ کے اندر ہے' جس معاشرے سے توحیدی روح ختم ہو جائے اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ توحید کے بعد اسلامی معاشرے کے لئے جو اگلی ہدایات بیان ہو رہی ہیں ان کا تعلق اس بات سے ہے کہ معاشرہ افراد کا مجموعہ ہوتا ہے' لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔ لہٰذا اس معاشرے میں شخصی آزادی کی حدود کیا ہوں گی' کن کا احترام ہوگا' مل جل کر رہنے کے اصول کیا ہوں گے' چنانچہ

اس سلسلے میں فرمایا:

"اور (تیرے رب نے یہ بھی طے کر دیا کہ) والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے"۔

توحید کے بعد اسلامی معاشرے کی جڑ اور بنیاد "احترام والدین" ہے۔ سب سے بڑھ کر تو حق اللہ کا ہے اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔ خالص اس کی بندگی ہو۔ جبکہ معاشرے میں افراد کے درمیان سب سے بڑھ کر حق والدین کا ہے۔ انہی کے واسطے سے ایک خاندان کے بقیہ افراد کا حق معین ہوگا۔ یعنی بھائی بہنوں کا کیا حق ہے؟ یہ سب معاملات ان کے حوالے سے طے ہوں گے۔ احترام والدین کے اعتبار سے یہ مقام کلائمیکس کا درجہ رکھتا ہے' اگرچہ قرآن حکیم میں بہت سے دوسرے مقامات پر بھی والدین کے احترام کی تاکید آئی ہے لیکن اس مقام پر اس کی جو وضاحت اور اس پر جتنا زور آیا ہے اس کی کوئی اور نظیر نہیں۔ آگے فرمایا:

"اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کی عمر کو ان میں سے ایک یا دونوں تو انہیں اُف تک نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو"۔

(آیت: 23)

یعنی بوڑھے والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے یا سرزنش کا کوئی کلمہ زبان سے نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ ان سے نرم انداز میں بات کرو۔ احادیث کی رُو سے یہ کسی انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی رحمت ہے کہ اسے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع مل جائے کیونکہ یہ جنت کے حصول کا بڑا آسان راستہ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے دینی فرائض کی ادائیگی کا اہتمام تو ہر ایک کو کرنا ہی ہوگا' لیکن جس کسی نے اس کے ساتھ ساتھ بوڑھے والدین کی خدمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اس نے گویا جنت میں داخلے کو یقینی بنالیا۔ یہاں یہ ہدایات اس لئے بھی دی جا رہی ہیں کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ بچہ اور بوڑھا برابر ہوتا ہے' بڑھاپے کی ایک سٹیج "ارذل العمر" بھی ہوتی ہے جہاں جسمانی قویٰ کے ساتھ ساتھ ذہنی قویٰ بھی جواب دے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ان کی کوئی فرمائش پوری کرنا تمہارے لئے ممکن نہ ہو تو کہا جا رہا ہے کہ اس صورت میں بھی تم انہیں جھڑکو نہیں بلکہ نرمی سے انہیں سمجھانے کی کوشش کرو اور ادب کا دامن نہ چھوٹنے پائے' حتیٰ کہ انہیں "اُف" تک کہنے کی اجازت نہیں۔

آگے فرمایا:

"اور ان کے سامنے اپنے دونوں شانوں کو شفقت سے' عاجزی سے جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا ہے' اسی طرح تُو بھی ان پر رحم فرما"۔

قرآن مجید نے اس معاملے کو منطقی انتہا تک پہنچا دیا ہے کہ بوڑھے والدین کے ساتھ حسن سلوک اس درجے کا ہو کہ اپنے دونوں شانے رحمت وشفقت کے ساتھ ان کے سامنے جھکا کر رکھو۔ انہیں یہ احساس نہ ہو کہ آج جبکہ میں کمزور اور لاغر ہوں' میری یہ اولاد سینہ تان کر مجھ سے بات کر رہی ہے' کیونکہ اس سے بڑا صدمہ ان کے لئے کوئی نہیں ہوسکتا۔ کل تک تم ان کی رحمت وشفقت کے مستحق تھے' آج وہ تمہاری محبت وشفقت کے مستحق ہیں۔ اور اس پر بھی بس نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ کر کے بھی نہ سمجھو کہ تم نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے کیونکہ تم ان کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا فرمایا جا رہا ہے کہ ان کے لئے مسلسل دعا بھی کرتے رہو۔ تمہارا مسلسل دعا کرنا ان کے حقوق کی ادائیگی کے ضمن میں کچھ حد تک کفایت کر جائے گا۔

اگلی آیت میں فرمایا:

"جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے' اگر تم نیکوکار رہو تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے"۔

(آیت: 25)

یعنی اگر تم راہ راست پر ہو' تمہارا اپنے والدین کے ساتھ طرز عمل مثبت ہو' تم مندرجہ بالا ہدایات پر عمل میں مخلص ہو تو اگر کبھی ان کے حقوق کے معاملہ نادانستہ طور پر کوئی کوتاہی ہو جائے یا تم ان کی کوئی بے جا فرمائش پوری نہ کر سکو اور وہ تم سے ناراض ہو جائیں' لیکن تمہارے دل میں ان کا ادب واحترام موجود ہے تو پھر اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔ لہٰذا اس کی جناب میں اس حوالے سے توبہ کرتے رہو۔

بوڑھے والدین کے حوالے سے جو اصول قرآن نے دیئے ہیں کوئی دوسرا نظام والدین کے حقوق کا تعین اس سے بڑھ کر نہیں کر سکتا کیونکہ جس رب نے یہ کائنات بنائی ہے' اُسی نے کائنات کا نظام چلانے کے لئے والدین کے دل میں اولاد کے لئے ایک خاص شفقت اور رحمت رکھی ہے۔ وہی جانتا ہے کہ بوڑھے والدین کے اپنی اولاد کے حوالے سے جذبات واحساسات کیا ہوتے ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ اولاد کی پرورش کے حوالے سے والدین جو مصائب اور مشقت برداشت کرتے ہیں' ان کو کسی طور پر Compensate نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم جس حد تک اولاد کے لئے ان کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ ہے وہ ہمارے لئے خالق ومالک نے یہاں متعین کر دیا ہے۔ اللہ ہمیں ان قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

یہاں تک سورۂ بنی اسرائیل کا مطالعہ مکمل ہوا جو ہمیں آج کرنا تھا۔ باقی آیات کا مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ جمعہ بھی جاری رہے گا۔

## حالاتِ حاضرہ:

صدر مشرف کا یہ کہنا کہ امریکہ کی طرف سے ملنے والی 3 ارب ڈالر کی امداد غیر مشروط ہے محض سیاسی ڈپلومیسی اور غلط بیانی کا مظہر ہے۔ کیونکہ اخباری اطلاعات کے مطابق امریکہ ان کے اس بیان سے پہلے ہی اپنی تین شرائط پیش کر چکا ہے۔ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف مہم میں تعاون اور ایٹمی عدم پھیلاؤ کی یقین دہانی کی شرائط عائد کر کے واضح کر دیا ہے کہ وہ پاکستان اور صدر مشرف کو اپنے مقاصد کے لئے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے نشانِ عبرت بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یوں امریکہ نے اپنی وفاداری اور خدمت کے عوض صدر پرویز مشرف کو امداد کی صورت میں جو "مونگ پھلیاں" دی ہیں ان کی ادائیگی کو بھی کانگریس کی منظوری کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ جس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اگر یہ خدمتگاری جاری رہی تو تم ان مونگ پھلیوں کے حقدار بن سکو گے ورنہ خالی شاباش پر گزارا کرنا ہوگا۔

دراصل اسلام دشمن طاقتیں پاکستان کے ذریعے دہشت گردی کے خلاف تعاون کی آڑ میں عالم اسلام کی ان تمام جہادی قوتوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہیں جو مستقبل قریب میں اسرائیل' امریکہ کے لئے خطرہ بن سکتی ہیں۔ اسی طرح ایٹمی عدم پھیلاؤ کی یقین دہانی کا مقصد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا رول بیک اور ایٹمی تنصیبات پر کنٹرول حاصل کرنا ہے تاکہ پاکستان سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہ رہے جبکہ جمہوریت کے استحکام کی شرط محض دکھاوے کے لئے رکھی گئی ہے' ورنہ انکل سام کو پاکستان میں جمہوری نظام یا جمہوریت سے قطعاً کوئی سروکار نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو امریکہ پاکستان کے ایک ایسے سربراہ کی پذیرائی نہ کرتا جو جمہوریت کا قاتل ہے۔

افسوس! صدر مشرف نے صدر امریکہ اور واشنگٹن کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ صدر کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جب تک امریکہ کے ان سے اپنے مفادات وابستہ ہیں وہ انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتا اور مونگ پھلیوں پر ٹرخاتا رہے گا لیکن مطلب نکل جانے کے بعد ان کا انجام بھی ہمارے کئی سابقہ حکمرانوں سے مختلف نہ ہوگا۔ لہٰذا صدر مشرف کو چاہئے کہ وہ اس کائنات کے خالق ومالک سے اپنا تعلق استوار کریں تاکہ دین ودنیا میں سرخرو ہوسکیں۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

تجزیہ

# پاکستان کی خارجہ پالیسی؟

تحریر : مرزا ایوب بیگ

صدر مشرف برطانیہ اور امریکہ کا دورہ مکمل کر کے جرمنی روانہ ہو چکے ہیں اور جب قارئین یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے تو وہ اپنے دورہ کے آخری حصہ میں فرانس پہنچ چکے ہوں گے۔ امریکہ کے دورہ کے اختتام پر وطن عزیز میں حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے بالکل اسی طرح کے بیانات آ رہے ہیں جس طرح ماضی میں سربراہ مملکت کے اہم ملک کے دورے کے بعد آتے رہے ہیں یعنی حکومت دورہ کے آغاز سے پہلے ہی میڈیا کو مہیا کرنے کے لئے ایسا مواد تیار کر چکی ہوتی ہے جس میں کامیاب دورہ کے زبردست دعوے ہوتے ہیں اور اپوزیشن صدر کے خالی ہاتھوں لوٹنے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے انتہائی اہم دورے کے بارے میں کامیابی اور ناکامی کے حوالہ سے فوری طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں ہوتا۔ بہر حال حکومت کی طرف سے 3 ارب ڈالر کے پیکج کو جس طرح اچھالا جا رہا ہے وہ حکومتی دعووں کے برعکس مشروط ہے اور یکمشت صدر مشرف کی جھولی میں نہیں ڈالا گیا بلکہ اس کی ادائیگی پانچ سال تک پھیلا دی گئی ہے۔ ہر سال 600 ملین ڈالر ملا کریں گے۔ ظاہر ہے قسط کی ادائیگی سے پہلے ہمارا چال چلن چیک کیا جائے گا اور اگر واشنگٹن کی نظر میں یہ درست ہوا تو قسط جاری ہو سکے گی۔ علاوہ ازیں صدر بش کے سرکاری ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ صدر مشرف پر واضح کر دیا گیا ہے کہ پاکستان کو دہشت گردی کی روک تھام میں اپنا رول نہ صرف جاری رکھنا ہوگا بلکہ اس جہاد میں امریکہ کا ساتھ مزید زور و شور سے دینا ہوگا۔ پھر یہ کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے حوالہ سے بھی تعاون کرنا ہوگا اور جمہوریت کی طرف سفر کو جاری رکھنا ہوگا۔ سرکاری ترجمان نے ان شرائط کا ذکر اس وقت کیا جبکہ ابھی صدر مشرف کے اس بیان کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ پاکستان کو 3 ارب ڈالر کا پیکج غیر مشروط دیا گیا ہے۔ اس پیکج کی تقسیم اور استعمال بھی بتا دیا گیا ہے۔ ڈیڑھ ارب ڈالر سے فوجی ساز و سامان اور فالتو پرزے خریدے جا سکتے ہیں' ایک ارب ڈالر قرضے واپس کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس اہم دورہ میں جمالی صاحب کی سیاسی حکومت کا کوئی نمائندہ شامل نہیں تھا حتیٰ کہ وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری بھی شامل نہیں تھے جنہوں نے امریکہ کے اپنے گزشتہ دورے میں امریکی انتظامیہ کو بڑی مشکل سے اس بات پر رضامند کیا تھا کہ صدر مشرف کو کیمپ ڈیوڈ مدعو کیا جائے۔ وزراء میں سے صرف وزیر خزانہ شوکت عزیز ساتھ تھے جو وزیر اعظم کی کابینہ کے رکن ہونے کے باوجود وزیر اعظم کی نسبت صدر کے زیادہ قریب ہیں۔ کشمیر کے حوالہ سے بھی صدر مشرف کے دعوئی اور صدر بش کے سرکاری ترجمان کے بیانات میں خاصا فرق محسوس ہوتا ہے۔ صدر مشرف نے کہا ہے کہ امریکہ نے ہماری تجاویز کو قبول کر لیا ہے اور صدر بش مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے بھی روڈ میپ دیں گے جبکہ صدر بش کے سرکاری ترجمان نے بھارت کی رضامندی کا ذکر کیا ہے۔

صدر مشرف جن دنوں امریکہ میں موجود تھے انہی دنوں میں بھارت کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی چین کا دورہ کر رہے تھے جو ہر لحاظ سے اہم تر ہے اس لئے کہ چین اور بھارت کے درمیان سرحدی تنازعات کی وجہ سے عرصہ سے کشیدگی ہے اور ایک مرتبہ دونوں کے درمیان جنگ بھی ہو چکی ہے اور بھارت امریکہ کو چین کا ہوا دکھا کر بلیک میل بھی کرتا رہتا ہے۔ اس دورہ میں بھارت نے اپنی خارجہ پالیسی میں یوٹرن لیتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ تبت کو چین کا حصہ سمجھتا ہے حالانکہ ایک طویل عرصہ سے اس نے دلائی لامہ کو سیاسی پناہ دے رکھی ہے۔ چین نے بھی اعلان کیا ہے کہ وہ سکم پر بھارت کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ صدر پاکستان کے دورۂ امریکہ اور وزیر اعظم بھارت کے دورۂ چین پر ایک سفارتی نگاہ ڈالی جائے اور پاکستان اور بھارت کے حکمرانوں کے طرزِ عمل پر غور کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ 50ء کی دہائی میں جب پاکستان کے حکمران امریکہ سے دوستی کے عہد کر رہے تھے بھارت اس وقت بھی علاقے کی قوت سوویت یونین سے اپنے تعلقات مستحکم کر رہا تھا' آج پھر جب پاکستان کے صدر مشرف سات سمندر پار امریکہ سے دوستی کی بھیک مانگ رہے ہیں بھارت مستقبل کی ابھرتی ہوئی سپر پاور چین سے اپنے تعلقات بہتر بنا رہا ہے۔ تبت اور سکم کے بارے میں دونوں ممالک کا اپنا سابقہ نقطہ نظر تبدیل کرنا ایک اہم تاریخی تبدیلی ہے جو مستقبل میں خطے میں دور رس نتائج ظاہر کرے گی۔ دونوں ممالک یعنی بھارت اور چین پہلی مرتبہ مشترکہ بحری مشقیں کریں گے۔ واجپائی نے چین کے اس دورہ سے امریکہ کو واضح اشارہ دیا ہے کہ اگر اس نے کشمیر کے معاملہ میں یا پاکستان کو جدید اسلحہ دینے کے معاملہ میں بھارتی مفادات کو زک پہنچائی تو وہ نیو ورلڈ آرڈر اور چین کے محاصرہ کے حوالہ سے ساری امریکی گیم بگاڑ دیں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستان کو ایف 16 طیارے نہیں مل سکے اور نہ ہی کشمیر کے حوالہ سے امریکہ نے پاکستانی نقطہ نظر سے کوئی مثبت بیان جاری کیا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ امریکہ سے کوئی ایسی ڈیل نہ کریں جو چین کو ناگوار گزرے علاوہ ازیں اپنے تعلقات کا رخ مغرب میں جرمنی اور فرانس کی طرف پھیر دیں اللہ کرے صدر مشرف کا دورہ جرمنی اور فرانس پاکستان کی اس خارجہ پالیسی کی بنیاد بنے کہ جب کبھی جرمنی اور فرانس کسی درجہ میں اینٹی امریکہ محاذ قائم کریں تو پاکستان اس میں اہم رول ادا کرے پاکستان کے لئے وقت ہے کہ وہ ڈالر اور یورو کی جنگ میں اپنی اہمیت بتائے وگرنہ 2005ء سے لاگو ہونے والا تجارتی معاہدہ ہماری اقتصادیات کو یوں بہا کر لے جائے گا جیسے سیلاب کا ریلا تنکے کو بہا کر لے جاتا ہے۔ یہاں راقم W.T.O کے تحت G.A.T.E معاہدے کے بارے میں ضمناً عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستانی حکومت اس حوالہ سے کوئی تیاری نہیں کر رہی۔ 2005ء سے روبہ عمل ہونے والے معاہدے میں پاکستان کی کوئی جگہ نہیں بن رہی لیکن اب بھی وقت ہے پاکستان اپنی بعض items کو patient item کے طور پر رجسٹر کروا لے مثلاً اگر بھینس کو patient item کے طور پر رجسٹر کروا لیا جائے اور ابھی وقت ہے کہ ایسے فارم قائم کئے جائیں جن سے پاکستانی بھینس کی نسل کی افزائش ہو تو یہ جانور پاکستان کے لئے black gold کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے' اکیلی یہ item پاکستان کے لئے بہت بڑے زرمبادلہ کی کمائی کا باعث بن سکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب تک مناسب منصوبہ بندی نہ کی گئی سپلائی کیسے قائم رکھی جا سکے گی۔

قارئین کو معلوم ہوگا کہ دنیا بھر میں گائے کا گوشت استعمال ہوتا ہے جو ذائقہ میں بھینس کے گوشت سے بہت کم تر ہے اور بھینس دنیا میں پاکستان جیسی کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ W.T.O کے حوالہ سے یہ بات ضمناً زیر بحث آ گئی تھی۔ خارجہ پالیسی کے حوالہ سے کہنے کی اصل بات یہ ہے کہ مومن سے تو یہ بھی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ ایک سوراخ

سے دوبارڈسا جائے گا ہم ایک سوراخ سے کئی بار ڈسے جا چکے ہیں اب تو ہمیں سبق حاصل کر لینا چاہئے۔ پھر یہ کہ امریکہ نے دنیا میں ظلم ڈھانے پر کمر باندھی ہوئی ہے افغانستان اور عراق کو تباہ و برباد کر چکا ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں بے گناہ انسانوں کا خون بہا رہا ہے۔ ایران پر اپنے دانت تیز کر رہا ہے ہمیں اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے چہ جائیکہ کہ ہم عراق میں پاکستانی فوج بھیج کر ظالم کے ساتھی بن جائیں اور عراقی عوام جو امریکی غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے ان پر گولیاں برسائیں ایسا سوچنا بھی انتہائی شرمناک فعل ہے۔

ہم امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہودی اللہ کی مغضوب اور معتوب قوم ہے۔ یہ بات کہنا بھی بہت بڑا دھوکہ ہے کہ جب عربوں نے جن کے ساتھ اسرائیل کا اصلاً جھگڑا ہے انہوں نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا ہے تو ہم پاکستانیوں کو کیا تکلیف ہے کہ ہم اسرائیل کو تسلیم نہ کریں یہ استدلال انتہائی بودا بلکہ احمقانہ اور جاہلانہ ہے اس لئے کہ کسی ایک عرب ملک میں بھی نمائندہ حکومت قائم نہیں بلکہ اسی اسرائیل کے مائی باپ اور محافظ و نگران امریکہ کی سرپرستی میں ایسی حکومتیں مسلط ہیں جن کی حیثیت کٹھ پتلیوں کی سی ہے وہ اپنے مفادات اور اقتدار کے تحفظ کے لئے امریکیوں کی محتاج ہیں اور امریکہ ان سے گن پوائنٹ پر فیصلے کرواتا ہے۔ اگر آج تمام عرب میں اس مسئلہ پر کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے ریفرنڈم کروایا جائے تو راقم یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اس کے حق میں ایک فیصد ووٹ بھی نہیں آئیں گے اس وقت عرب ممالک میں یا بادشاہت قائم ہے یا ایسے حکمران ہیں جو پراسرار قسم کے انتخابات کرواتے ہیں جن میں 99 فیصد سے زیادہ ووٹ انہیں مل جاتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح وطن عزیز میں فوجی حکمرانوں پر ریفرنڈم میں ووٹوں کی بارش ہوتی ہے لہٰذا عرب عوام نے اسرائیل کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کیا ہوا بلکہ یہ اس سپر طاقت کی کارستانی ہے جو دنیا پر اپنا غلبہ مکمل کرنے کے لئے پاگل ہوا جاتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں سے ایسے اقتدار و اختیار کے حریص اسے مل گئے ہیں جو ذاتی مفاد کی تکمیل میں اس کے کارندوں کا رول ادا کر رہے ہیں۔ اگرچہ ازل سے طاقت اور قوت کو بالادستی حاصل رہی اور موقع پا کر عدل و انصاف کا خون کیا جاتا رہا لیکن جس طرح دنیا میں آج قوت ننگا ناچ ناچ رہی ہے اور اپنے مفاد میں دنیا کو 2+2=5 کہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے انسانی تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ امریکہ ظلم و ستم کا سمبل بن چکا ہے ظلم رات کی طرح تاریک اور سیاہ ہوتا ہے لیکن روشنی کی کرن بالآخر اس کا سینہ پھاڑ کر ماحول کو منور کر دیتی ہے۔ ہمیں ایسی خارجہ پالیسی ترتیب دینی چاہئے جو ظلم کا مقابلہ کرے اور عدل قائم کرے۔ اللہ کفر گوارا کر لیتا ہے' ظلم گوارا نہیں کرتا۔ اسی لئے شرک کو عظیم ظلم قرار دیا ہے۔ ●●

---

**زبان خلق**

# شیخ رشید صاحب! اسلام کی صحیح تصویر آپ ہی پیش کر دیجئے

## تحریر : چوہدری شہزاد

محترم رشید صاحب! پچھلے دنوں صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے کارکنوں نے عورتوں کی تصاویر والے ہورڈنگز تباہ کئے' اس پر آپ نے کہا کہ مجلس عمل والے سرحد میں اسلام کی صحیح تصویر نہیں پیش کر رہے۔ اس کے بعد سرحد اسمبلی نے شریعت بل پاس کیا تو اس پر بھی آپ نے انتہاء درجہ کی برہمی کا اظہار کیا اور سرحد اسمبلی کے ارکان کو جاہل قرار دیا۔

مجلس عمل والوں نے اسلام کی غلط تصویر پیش کر کے آپ کے جذبات کو جو ٹھیس پہنچائی ہے اور اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے تو اب آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے' اسلام سے اپنے سچے خلوص اور دلی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے آپ اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔ اللہ نے آپ کو مرکز میں حکومت عطا کی ہے۔ آپ اس اختیار کو اسلام کو اصل صورت میں نافذ کرنے کے لئے استعمال کریں۔ آپ مرکز کی سطح پر ایسا شریعت بل لے کر آئیں جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہو۔ آپ پاکستان کی معیشت' زراعت' تعلیم' صحت' ثقافت' سیاست غرض ہر شعبے کو صحیح اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے قانون سازی کریں۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام سفارشات پر عمل درآمد کرنے کے لئے قانون وضع کریں۔ آپ اسلام کے نظام عدل کو جاری و ساری کریں۔ آپ اسی ملک کو انصاف اور اسلامی مساوات کا نمونہ بنانے کے لئے جدوجہد کریں۔ آپ ملک سے سود ختم کرنے کا اعلان کریں۔

آپ حکومتی عہدیداروں کو اصل اسلامی طرزِ حکومت اپنانے پر آمادہ کریں۔ آپ صدر مشرف کو مشرف با اسلام کریں اور انہیں بتائیں کہ رسول اللہؐ نے اپنے عہد رسالت میں کس طرح حکومت کی' اسی طرح خلفاء راشدین کا طریقہ حکومت کیا تھا؟ آپ انہیں بتائیں کہ دنیا کی مقدس ترین ہستی چٹائی پر بیٹھ کر حکومت کرتی تھی اور بیت المال کو رعایا کی امانت سمجھتی تھی۔ آپ ان تک حضرت عمرؓ کا یہ قول پہنچائیں کہ ''اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے ہلاک ہو جائے گا تو عمرؓ کو روزِ محشر اس کی جوابدہی کرنی ہوگی''۔ آپ انہیں بتائیں کہ کس طرح حضرت عمرؓ رات کو بھیس بدل کر اپنی رعایا کا حال جاننے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ انہیں بتائیں کہ ایک اسلامی فوج کے سپہ سالار کو کافر امریکہ کے ساتھ کس طرح بات کرنی چاہئے۔ آپ وزیراعظم جمالی کو بھی یہ تمام باتیں بتائیں اور انہیں حضرت عمرؓ کے طریقے اپنانے پر آمادہ کریں۔

اور پھر آپ کے پاس اطلاعات کی اہم وزارت ہے' آپ اس وزارت کو بھی اسلام کی صحیح تصویر کے ڈھانچے میں ڈھال دیں۔ آپ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ٹیلی ویژن اور فلموں کو بے حیائی اور فحاشی سے پاک کر دیں۔ آپ اخبارات میں فحش مواد چھاپنے پر پابندی لگا دیں۔ آپ ٹیلی ویژن کو ایسے پروگرام دکھانے کا حکم جاری کریں جنہیں دیکھ کر معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو اور لوگ نیکیوں کی طرف مائل ہوں' وہ جھوٹ' فریب' دھوکہ دہی' لوٹ مار' رشوت' ناانصافی' ظلم اور دوسری معاشرتی برائیوں سے تائب ہو جائیں۔ اگر اللہ اور اس کے رسولؐ نے عورتوں کی تصویروں والے سائن بورڈز اور ہورڈنگز لگانے کی اجازت دی ہے تو آپ ٹیلی ویژن پر پیش ہو کر اسے ثابت کریں' تا کہ اسلام کی غلط تصویر پیش کرنے والوں کا منہ کالا ہو۔

محترم شیخ صاحب! یہ اقتدار چند روزہ ہے' بڑے بڑے سورما آئے اور چند روزہ اقتدار کے مزے لوٹ کر چلے گئے' نہ کسی نے پاکستان کو کچھ دیا اور نہ اسلام کو۔ اللہ نے آپ کو تیسری بار موقع دیا ہے' آپ اپنے اقتدار کو اپنی آخرت سنوارنے اور پاکستان کی تقدیر بدلنے اور اسے ایک خوشحال اسلامی ملک بنانے کا ذریعہ بنائیں۔ اس موقع کو ضائع نہ کریں!

**دعائے مغفرت**

سرگودھا چک 136 سے تنظیم اسلامی کے رفیق' نذیر احمد وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ (آمین)

# ریاض میں خودکش حملے

## اور سعودی حکومت کی اصلاحات

یہ رپورٹ ہمیں ای میل کے ذریعہ جناب سلمان راشد نے ارسال کی ہے۔ جبکہ ندائے خلافت کے لئے اس کے ترجمہ اور تلخیص کی ذمہ داری قرآن اکیڈمی کے کارکن جناب محمد خلیق نے ادا کی ہے۔

✿ 12 مئی کو ریاض میں خودکش حملوں کے بعد ولی عہد شہزادہ عبداللہ نے حقیقی اصلاحات نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر داخلہ شہزادہ نائف کو بلوا کر ان کی سرزنش کی گئی اور دونوں میں تیز و تند جملوں کا تبادلہ ہوا۔ شہزادہ نائف شاہی دربار میں سودیری (Sudairi) طبقے کے رکن ہیں اور وزیر دفاع شہزادہ سلطان' جو شہزادہ عبداللہ کے مقابلے میں تخت کے دعوے دار ہیں' کے ہم نوا ہیں۔ شہزادہ نائف کو ریاض کے خودکش حملوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ 1979ء میں خانہ کعبہ کے اندر ہونے والے واقعے کے بعد آج سعودی عرب کے شاہی خاندان کو شدید ترین بحران کا سامنا ہے۔ شاہی خاندان کے اکابرین میں عدم تحفظ کا احساس شدت سے پیدا ہو چکا ہے۔ شہزادہ عبداللہ نے واضح اور دو ٹوک انداز میں بیان دیا ہے کہ ریاض میں القاعدہ کے حملے نے حالات کو ایک نیا رُخ دیا ہے اور اب وہ ایک حقیقی حکمران کے طور پر اپنے اختیارات استعمال کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے چند ایسے فیصلے کیے ہیں جنہیں سعودی عرب کے مخصوص سیاسی کلچر سے انقلابی قرار دیا جا سکتا ہے۔

☆ پہلا قدم: شہزادہ عبداللہ نے مختلف صوبوں میں اپنے وفادار شہزادوں کو گورنر تعینات کیا ہے اور اس منصب کے ساتھ انہیں صوبائی سیکیورٹی فورسز کے سربراہ کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔ اس سے پہلے گورنر عام طور پر اپنے عہدوں کو عارضی جلاوطنی تصور کرتے تھے تاوقتیکہ دوبارہ مرکز میں لوٹ آئیں۔ یوں اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے علاقوں کے انتظام و انصرام میں وہ زیادہ دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ ریاض میں بم دھماکوں نے شہزادہ عبداللہ کو یہ باور کرایا ہے' کہ ملک کے چند اہم شہروں کو چھوڑ کر باقی علاقوں پر شاہی خاندان کا کنٹرول برائے نام ہے۔

☆ دوسرا قدم: مساجد میں بنیاد پرستوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی کڑی نگرانی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ مسجدوں کو انتہا پسند گروپوں کے' بھرتی مراکز کے طور پر' استعمال نہ کیا جائے۔ چنانچہ وزیر داخلہ نائف کو حکم دیا گیا ہے کہ مساجد کے اردگرد سیکورٹی اور انٹیلی جنس عملہ بھیجا جائے تاکہ القاعدہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو گرفتار کیا جا سکے۔ اس ضمن میں اب تک سینکڑوں افراد کو حراست میں لیا جا چکا ہے۔ جس کی نظیر مملکت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یورپ میں کام کرنے والے تمام سعودی رفاہی اداروں کی بندش کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی بیرون ملک فلاحی کاموں کے لئے سرکاری اور نجی ذرائع سے رقوم کی منتقلی پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس فیصلے سے پوری دنیا میں القاعدہ اور دوسری مسلمان دہشت گرد تنظیموں کے مالی وسائل منقطع ہو گئے۔ اس فیصلے کا اثر حماس پر بھی پڑا۔

انٹیلی جنس ذرائع کے مطابق سعودی رفاہی ادارے القاعدہ کی دو طرفہ کارروائیوں کے لئے رقوم مہیا کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف بیرون ملک القاعدہ کی سرگرمیوں میں مالی معاونت کی بلکہ سعودی مملکت میں بھی القاعدہ کے مسلح گروپوں کی آمد اور انہیں ہتھیاروں کی فراہمی ممکن بنائی۔

☆ تیسرا قدم: شہزادہ عبداللہ اس حد تک جانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں جس کو عبور کرنا اب تک ناقابل تصور سمجھا جاتا تھا...... یعنی یہ کہ خاندان سعود اور وہابی علماء کے درمیان قائم تاریخی اتحاد کو ختم کر دیا جائے' جو کہ سعودی عرب کو ایک جدید ریاست بنانے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے اخلاقی پولیس کا خاتمہ کرنا ہوگا' جو خوف اور ہیبت کی علامت بن چکی ہے۔ ولی عہد کو احساس ہو گیا ہے کہ مذہبی طبقات کا ایک بڑا حصہ اسامہ بن لادن کے زیر اثر آ چکا ہے اور اس صورت حال میں وہ شاہی خاندان کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔

☆ چوتھا قدم: حکومت میں اصلاحات اور تطہیر کے طور پر شہزادہ عبداللہ مسلح افواج اور نیشنل گارڈز کے ادغام کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ان اقدامات کے بعد ولی عہد سیکولر حکومت میں انقلابی نوعیت کی تبدیلیاں لائیں گے۔

سعودی عرب میں روایتی طور پر طاقت کا توازن سودیری شہزادوں اور اس شاہی گروہ کے درمیان قائم ہے جس کی قیادت ولی عہد شہزادہ عبداللہ کر رہے ہیں۔ اول الذکر کو وزارت دفاع' فوج اور سرحدوں کے تحفظ کی ذمہ داریاں دی گئیں جبکہ مؤخر الذکر گروہ نیشنل گارڈز کی کمان کرتا ہے۔ نیشنل گارڈز داخلی امن و امان' شاہی محلات اور تیل کے کنوؤں کی نگران ہے۔

ریاض میں بم دھماکوں سے ولی عہد نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ القاعدہ نے نیشنل گارڈز میں نفوذ کر لیا ہے اور اس کے ہتھیاروں کے وسیع ذخائر' انٹیلی جنس کے وسائل اور لوجسٹک سہولیات کو القاعدہ کے ارکان بڑی آسانی سے استعمال کرتے ہیں۔ نیشنل گارڈز کو باقاعدہ فوج میں ضم کرنے سے ان انتہا پسند عناصر کا قلع قمع کرنے میں مدد ملے گی' تاہم اس میں یہ خدشہ بھی موجود ہے کہ باقاعدہ فوج بشمول ایئر فورس اور ملٹری انٹیلی جنس' میں بھی القاعدہ اثر و رسوخ حاصل نہ کر لے! اس صورت حال میں وزیر دفاع شہزادہ سلطان' جن کا تعلق سودیری طبقے سے ہے' مسلح افواج کی تشکیل نو پر متفق ہونا پڑے گا۔ تاہم ان کے اختلاف کی صورت میں بھی ولی عہد اس ادغام کے بارے میں مصمم ارادہ کیے بیٹھے ہیں۔ یوں مخالفین کے مابین شدید کشمکش پیدا ہو سکتی ہے۔ ولی عہد عبداللہ کو ایک طرف تو ایسے مذہبی طبقے سے مقابلہ کرنا ہوگا جو اپنی استحقاقی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے جبکہ دوسری جانب انہیں القاعدہ کی باغیانہ سرگرمیوں سے نمٹنا ہوگا۔

☆ غیر سرکاری ذرائع سے ریاض بم دھماکوں کے بارے میں چند معلومات حاصل ہوئی ہیں' جن کے مطابق:

(i) ہلاک ہونے والوں کی اصل تعداد سعودی حکام کے ظاہر کردہ اعداد و شمار سے تین گنا زیادہ ہے۔

(ii) القاعدہ کے بعض حملہ آوروں نے نیشنل گارڈز کی یونیفارم پہن رکھی تھی اور ان کے زیر استعمال ایسی گاڑیاں تھیں جن پر یونٹ کے نشان تھے۔

(iii) عینی شاہدوں نے بعض جگہوں پر حملہ آوروں کو پہرے داروں کے دفتر کھولنے کے لئے چابیاں استعمال کرتے بھی دیکھا۔ امریکہ کو پچھلے چند ماہ کے دوران ایسے شواہد ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ القاعدہ کی دہشت گردی میں سعودیہ کا براہ راست عمل دخل اور مالی اعانت گیارہ ستمبر کے واقعات اور افغان جنگ کے باوجود مسلسل جاری ہے' بلکہ بعض حوالوں سے اس میں اضافہ ہوا ہے۔

اسامہ بن لادن اور ایمن ظواہری زندہ اور متحرک ہیں اور دہشت گردی کی حالیہ لہر انہی کی زیر کمان جاری ہے۔ ❀

### فرمانِ رسولؐ

رسول کریمؐ کی حدیث مبارک ہے: ''دن کے اوّل حصے میں سونا حماقت' دوپہر میں سونا اچھی عادت اور دن کے آخری حصے میں سونا جہالت ہے۔''

# بنگال میں احیائے اسلام

تحریر : سید قاسم محمود

✿ بجا طور پر یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے قصے میں یہ اچانک ہم بنگال کی طرف کیوں چلے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سید صاحب کی تحریک جہاد کا بنگالی مسلمانوں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کا تھوڑا بہت بیان "تحریک جہاد" کے مورخین نے داستان کے اختتام پر' سرسری انداز میں کیا ہے۔ تحریک جہاد کی ایک ہم عصر اصلاحی' اسلامی تحریک بنگال میں جاری تھی جس کے روحِ رواں حاجی شریعت اللہ تھے۔ حاجی صاحب سید احمد سے چھ سال بڑے تھے۔ حاجی صاحب جنگ پلاسی کے 23 سال بعد 1780ء میں اور سید صاحب 1786ء میں پیدا ہوئے۔ تحریک جہاد کے مورخین مولانا غلام رسول مہر اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور دوسروں نے سید احمد اور ان کے رفقاء کار کے کارنامے بڑے ذوق وشوق اور بڑی تحقیق و کاوش سے مرتب کئے ہیں' لیکن اُن کی توجہ زیادہ تر تحریک جہاد پر رہی ہے' لیکن جیسا کہ شیخ محمد اکرام صاحب نے "موجِ کوثر" میں اپنا خیال ظاہر کیا "سید صاحب اور اُن کے جانشینوں کا سب سے اہم اور نتیجہ خیز کام بنگال میں احیائے اسلام اور اس وسیع مملکت کا برصغیر کے اصل اسلامی مرکزوں سے دوبارہ رشتہ جوڑنا تھا"۔ شیخ صاحب کی بات آگے بڑھاتے ہوئے ہماری ناچیز رائے یہ ہے کہ حاجی صاحب کی فرائضی تحریک نے نہ صرف یہ کہ سید صاحب کی تحریک جہاد کے لئے زمین ہموار کی تھی' بلکہ ہزارہا بنگالی مجاہدین بھی فراہم کئے تھے جو صوبہ سرحد میں جا کر رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

## حاجی شریعت اللہ

حاجی صاحب اس قدر خود فراموش تھے کہ اُن کی زندگی کے متعلق معلومات انتہائی کم اور محدود ہیں۔ وہ ضلع فرید پور کے ایک گاؤں بندر کھولہ میں غیر معروف والدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ 18 سال کی عمر میں حج کو روانہ ہوئے۔ سنجیدہ ذہن کے آدمی تھے' اس لئے انہوں نے مکہ معظمہ پہنچ جانے کا فائدہ اس طرح اٹھایا کہ اپنے آپ کو دینی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ انہوں نے سفرِ حج پر جانے سے پہلے بنگال کے کسی مدرسے میں تعلیم پائی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے ہوں تو ان کے ذہن میں دو مقاصد ہوں: فریضۂ حج ادا کرنا اور زیادہ اعلیٰ سطح کی تعلیم حاصل کرنا۔ یہ سب قیاس آرائی ہے۔ پوری طرح یہ بھی معلوم نہیں کہ بنگال سے غیر حاضری کے بیس طویل سال انہوں نے کیسے گزارے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ مکہ میں تھے تو مشہور عالم شیخ طاہر السنبل المکی کے قدموں میں بیٹھے۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ جب وہ مکہ سے واپس اپنے گاؤں آ رہے تھے تو اُن کو راستے میں ڈاکوؤں نے آن گھیرا۔ اُن کا تمام مال اسباب اور کتابیں چھین لیں۔ حاجی شریعت اللہ نے جب اپنی پوری زندگی کا اثاثہ لٹتے دیکھا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ خود بھی ڈاکوؤں کے اُس گروہ میں شامل ہو جائیں گے اور پھر وہ ڈاکوؤں کے اس گروہ میں نہ صرف شامل ہوئے' بلکہ انہوں نے کئی ایک ڈکیتیوں میں شرکت بھی کی۔ لیکن اس دوران میں انہوں نے اپنی سادگی' پاکیزگی' نماز روزے کی پابندی اور سچائی و جرأت کے اوصاف سے ان ڈاکوؤں کو شدید طور پر متاثر کیا۔ یہاں تک کہ ڈاکوؤں نے نہ صرف اپنے اس پیشے سے توبہ کر لی' بلکہ وہ سب سے پہلے حاجی صاحب کی تعلیمات کے فروغ پر کمر بستہ ہوئے۔ وہ حاجی صاحب کی اصلاحی تحریک کے اوّلین کارکن ثابت ہوئے۔

اس کے بعد وہ اپنے گاؤں واپس آ گئے۔ اس وقت تک وہ ایک عالم' متقی' زاہد اور مقرر کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے تھے۔ عربی پر انہیں پورا عبور حاصل تھا۔ ابتدا میں انہوں نے اپنے گاؤں ہی کے لوگوں کو درس دینا شروع کیا۔ اس وقت بنگال کے دیہات اور شہروں میں جو فضا تھی' اس میں ہندوانہ رسوم کا بہت گہرا اثر تھا۔ اسلامی عقائد اور ہندوانہ عقائد اتنے خلط ملط ہو چکے تھے کہ ان میں تمیز کرنا مشکل تھا۔ حاجی صاحب نے سب سے پہلے مسلمانوں کو "صحیح مسلمان" بننے کی تلقین کی۔ ان کا اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا سب سے مقدم ٹھہرایا اور بتایا کہ ان کی تباہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ اسلام سے رُوگردانی ہے۔

بنگالی مسلمانوں کی حالت پہلے ہی بہت زیادہ ابتر تھی' لیکن جب زمیندار نے جو کہ ہندو تھا' ہندو تہواروں کے لئے ٹیکس عائد کر دیئے تو ان کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔ ایسی صورت حال میں جب مسلمان کاشت کار کو یہ کہا گیا کہ وہ ہندوانہ رسم و رواج ترک کر دے اور اللہ واحد کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے' تمام مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھے' نماز روزے کی پابندی کرے تو ظاہر ہے کہ اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مسلمانوں میں ظلم کے خلاف لڑنے کی خواہش' جرأت' بہادری' دلیری اور خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ وہ تو تقریباً ایک صدی سے کسی ایسے پیغام کے منتظر تھے۔

## دو اسلام

شروع میں حاجی شریعت اللہ نے خاموشی سے اپنے گاؤں اور اس کے ملحقہ علاقوں میں اپنی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا۔ اس زمانہ میں انہیں مخالفت بھی برداشت کرنا پڑی۔ وہ اسلام کی سیدھی سادی تعلیمات اور سماجی مساوات کے مبلغ تھے' لیکن دوسری طرف صدیوں کی روایات اور ہندوانہ رسم و رواج' جو لوگوں کی نس نس میں رچ گئے تھے' ان کو ترک کرنا کوئی آسان کام نہ تھا' جبکہ یہ صرف رسم و رواج ہی نہ رہے تھے' بلکہ ان جاہل مسلمانوں کے نزدیک یہی اسلام تھا۔ اب جب حاجی صاحب نے اسلامی تعلیمات کا چرچا شروع کیا تو ظاہر ہے' دو اسلام بن گئے۔ ایک وہ اسلام جو صدیوں سے ہندوؤں کے میل جول اور ان کے غلط' گمراہ کن اور مہلک رسوم و عبادات سے آلودہ ہو چکا تھا۔ بنگالی مسلمانوں میں یہی اسلام مقبول تھا۔ یہی ان کی روح اور زندگی تھا۔ دوسرا اسلام وہ جو حقیقی تھا اور ان تمام آلائشوں سے پاک تھا۔ اب ایک نئی راہ' خواہ وہ کتنی ہی مفید' دنیا سدھار اور عاقبت سنوار کیوں نہ ہو' ان کے لئے آسانی سے قابلِ قبول نہیں تھی۔ دونوں رجحانات میں تصادم شروع ہوا۔ مخالفت میں آوازیں اٹھنے لگیں۔ پرانے اسلام کے نام لیوا' ہندو زمیندار اور انگریز حاجی شریعت اللہ کی تعلیمات کی مخالفت کرنے لگے۔ لیکن ان کی تعلیمات نے بھی ایک عوامی تحریک کی سی صورت اختیار کر لی اور ان کے پیروؤں اور معتقدین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔

## فرائضی تحریک

حاجی شریعت اللہ کی تحریک "فرائضی تحریک" کے نام سے موسوم ہوئی' کیونکہ اس تحریک کا سارا زور فرائض کی ادائیگی پر تھا۔ گناہوں اور پچھلی زندگی سے توبہ ان کی نئی زندگی کی بنیاد ٹھہری۔ اس تحریک کے نام لیواؤں کو بنگلہ زبان میں "توبار" کہا جانے لگا۔ توبار کا لفظ توبہ سے نکلا ہے۔ توبہ کرنے والے کو توبار کہا جاتا ہے۔ اس مذہبی تحریک کی مقبولیت کے بعد اس میں خود بخود سیاسی اور سماجی مقاصد بھی شامل ہو گئے۔ حاجی صاحب نے شاہ عبدالعزیز کے فتوے کی پیروی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہندوستان چونکہ "دارالحرب" ہے' یہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے' بلکہ ایک ایسی غیر ملکی انگریز حکومت قائم ہے جو یہاں کے لوگوں پر شدید مظالم کر رہی ہے' اس لئے ایسے ملک میں مسلمانوں

کے لئے عیدین اور جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس فریضے کے ترک کرنے سے مخالفت کی شدت میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ یقیناً حاجی صاحب کا مقصد ان دینی فرائض کے ترک کرنے سے مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے خلاف نفرت پیدا کرنا تھا' کیونکہ جس ملک میں ایک مسلمان عید اور جمعہ کی نماز ادا نہ کر سکے' اس ملک میں رہنا عبث ہے۔ اس لئے یا تو وہ ہجرت کرے یا پھر دارالحرب کو دارالاسلام بنانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے۔

حاجی صاحب سے اختلاف کی وجوہ اور بھی تھیں۔ اُن میں اُن کا اور ان کے پیروؤں کا اسلامی اصولوں پر شدت سے اصرار بھی تھا۔ مثال کے طور پر حاجی صاحب محرم میں تعزیے نکالنے کو بدعت قرار دیتے تھے۔ ان کے نزدیک تعزیوں کا نکالنا ہی معیوب اور گناہ نہیں تھا' بلکہ ان کو دیکھنے والے بھی گناہگار متصور ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے پیری مریدی کو سختی سے ممنوع ٹھہرایا اور کسی کو پیر پکارنا بھی معیوب قرار دے دیا گیا تھا۔ جس شخص سے تعلیم حاصل کی جاتی' اسے پیر کی بجائے استاد کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ تعلیم حاصل کرنے والا مرید نہیں' بلکہ شاگرد کہلاتا۔

خود حاجی صاحب کے درس و تدریس کے حلقے میں امیر و غریب کی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے اسلام کی تعلیمات کے مطابق مساوات' اخوت اور انسانی احترام پر زور دیا۔ اس سے کاشتکاروں اور نچلے طبقے کے محنت کش مسلمانوں میں جرأت پیدا ہوئی۔ اس سے زمینداروں اور رئیسوں کو شکایات پیدا ہونا لازم تھا۔ ٹیکسوں کی ادائیگی سے بھی گریز ہونے لگا۔ زمیندار کے گھر کے کام کاج کے لئے کسانوں کی بہو بیٹیاں جایا کرتی تھیں' یہ سلسلہ بھی اب بند ہو گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کئی انگریز افسر بھی زمینداروں کی سی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ایک طرف زمینداروں اور انگریزوں کی مخالفت' دوسری طرف پرانے خیال کے مسلمانوں کی مزاحمت نے بنگالی مسلمانوں کو باقاعدہ دو گروہوں میں منقسم کر دیا۔ دنگے فساد ہونے لگے۔ نقصِ امن عامہ کے تحت ان کے پیروکاروں کو گرفتار کیا جانے لگا۔ جرمانے اور قید کی سزا دی جانے لگی۔ خود حاجی صاحب کے خلاف بھی قانونی کارروائی ہوئی۔ ان کی سرگرمیاں پولیس کی کڑی نگرانی کا محور بن گئیں۔ زبردست مخالفت کی وجہ سے حاجی صاحب نے ڈھاکہ کے گاؤں نیاباری سے سکونت ترک کر دی اور اپنے آبائی گاؤں میں منتقل ہو گئے۔ یہاں ان کی فرائضی تحریک نے بہت تیزی سے ترقی کی۔

حاجی صاحب نے نہایت تدبر اور ہوشیاری سے کام لیا۔ ان کی فرائضی تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف مورخوں نے مختلف آراء پیش کی ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ بنگال میں مسلمانوں کی تحریک آزادی اور احیائے اسلام کے پہلے پیغامبر اور رہنما حاجی شریعت اللہ ہیں۔ کئی ایک حاجی صاحب کو صرف ایک مصلح دین سمجھتے ہیں' وہ بھی ایسا مصلح جس کا اثر ورسوخ صرف ایک خطے تک محدود رہا۔ یہ گروہ کسی قسم کی سیاسی اور سماجی رہنمائی کا سہرا ان کے سر باندھنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ گروہ بنگال میں احیائے اسلام کی اولین تحریک کی نیک نامی بھی سید احمد شہید ہی کو دیتا ہے۔

شیخ محمد اکرام (صاحب ''موجِ کوثر'') کی رائے یہ ہے کہ اس تحریک نے نہ صرف ہندووانہ رسوم کا خاتمہ کر کے بنگالی مسلمانوں کو ایک نیا وقار اور عزتِ نفس عطا کی' بلکہ ان کے گہرے روحانی تعلقات شمالی ہند کے مسلمانوں سے استوار کئے اور برصغیر کے تمام مسلمانوں میں ایک روحانی ہم آہنگی پیدا کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب سید احمد صاحب کے جانشینوں نے سرحد پر جہاد جاری رکھا تو بنگالی مسلمان اس میں پیش پیش تھے' اور جب بیسویں صدی کے وسط میں پاکستان کا مطمحِ عمل قوم کے سامنے رکھا گیا تو ہزاروں میل کے بُعد کے باوجود بنگال اور پنجاب کے مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حاجی شریعت اللہ کی اصلاحی تحریک نے مسلمانوں میں جو ولولہ اور جوش پیدا کیا اور پوری فضا میں جو گرمیٔ عمل پیدا ہوئی' اسی نے سید احمد شہید جیسے قائد کے لئے زمین ہموار کی جو بالآخر ایک نئے تاریخی دور پر منتج ہوئی' تو یہ بہت حد تک درست ہوگا۔ ان کی فرائضی تحریک ہی کا نتیجہ تھا کہ سید احمد شہید کی تحریکِ جہاد کو امداد ملی' اور پورے پچاس برس تک بنگالی مسلمان کاشتکار اپنے ہل اور کھیت چھوڑ کر' سر سے کفن باندھے جہاد کی خاطر سرحد پار جاتے رہے۔

حاجی شریعت اللہ کی وفات 1840ء میں ہوئی۔ ان کی وفات پر ان کی چلائی ہوئی تحریک کی قیادت ان کے بیٹے حاجی محسن میاں نے سنبھالی۔ ان کو پیار سے ''دودھو میاں'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ دودھو میاں نے اپنے والد کی تحریک کو کیونکر باقاعدہ تنظیم' فعال اور سرگرم سیاسی طاقت اور سماجی تبدیلیوں کی محرک بنایا' یہ جاننے کے لئے آپ کو اگلی قسط تک انتظار کرنا ہوگا۔ (جاری ہے) ❁

## اللہ کی نعمتیں

''ہم عبادت بھی اللہ سے غرض کے لئے کرتے ہیں کہ بیٹی پیدا ہو جائے' شادی ہو جائے یا کاروبار چل جائے' صحت ٹھیک ہو جائے' بیٹا باہر چلا جائے' اللہ جنت دے دے' اللہ دوزخ میں نہ ڈال دے۔ ساری عبادت کا محور یہ اغراض ہیں مگر اپنے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں ایسا دوست ملے جو کوئی غرض ہم سے نہ رکھتا ہو اور اللہ کے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ساری اغراض اس سے پوری ہوں۔ ہمارا دوہرا معیار (Double-standard) ہے۔ صمدیت کا تو تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ کرو' مگر غرض نہ رکھو۔ یہی مالک آپ سے کہہ رہا ہے جو آپ کو ساری نعمتیں دے رہا ہے مگر غرض نہیں رکھتا۔ ایک شخص نے نعمتوں کے حوالے سے مجھ سے ایک بات کی تو میں نے کہا دیکھو اللہ کی شان اور حکمت ہے کہ جو اس کی نعمتیں ہیں' اس نے ان کی قدر و قیمت نہیں رکھی' ورنہ اس کی غریب مخلوق ہمیشہ اس سے محروم ٹھہرتی۔ اب دیکھیں نعمت ''بھوک'' ہے نہ کہ لذیذ کھانا۔ اگر آپ کو بھوک نہیں ہے تو آپ ایک نوالہ نہیں توڑ سکتے' کھا ہی نہیں سکتے' اُس دسترخوان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکتے تو بھوک اس نے سب کو بانٹ دی ہے۔ غریب' امیر' عیسائی' مسلمان کی اور ماننے والے یا نہ ماننے والے کی کوئی تخصیص نہیں رکھی' سب کو بھوک دے دی ورنہ کوئی کھانا آپ کے لئے لذت نہ رکھے۔ بھوک نہ ہو تو جو مرضی پکوان پکوا لیں' آپ کو اچھا ہی نہیں لگتا۔ اور نعمت اللہ نے ''نیند'' میں رکھ دی' وہ آراستہ بیڈ روم جس میں خوشبو بھی چھڑکی ہوئی ہو' ایئر کنڈیشنر بھی چل رہا ہو' بہت اعلیٰ قسم کے گدے بھی ہوں' وہ نعمت نہیں ہیں بلکہ نعمت وہ نیند ہے جو ایک پتھر توڑنے والے کو کڑکتی دھوپ میں سڑک پر بھی آ جاتی ہے۔ اللہ نے فرق نہیں رکھا' یہی صمدیت ہے۔ اس کی نعمتیں اس نے بغیر پیسوں کے بانٹی ہیں۔ آپ جو مرضی کر لیں مگر اس کی نعمتوں کو روک نہیں سکتے۔ یہ بادلوں کا چمکنا' گرجنا' بکھرنا' اس کے نظارے' یہ ہوائیں' یہ آبشاریں' یہ پرندوں کا چہچہانا' ان کو ہر امیر و غریب کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔ یہ نعمتیں بخشی ہیں اور آپ اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتے' نہ کوئی حکومت لگا سکتی ہے اور نہ کوئی گروپ لگا سکتا ہے' یہی صفت صمدیت ہے کہ اتنی نعمتیں دے کر وہ آپ سے مانگتا کچھ نہیں۔

یہ سمجھنے کی بات ہے کہ نعمتیں وہ ہیں جو بغیر قیمت کے ہیں۔ جو چیزیں قیمتاً مل جائیں وہ نعمت تک پہنچنے کے راستے ہیں جن میں لوگ پھنس کر رہ گئے ہیں۔ نعمت میسر نہیں ہے' آپ لاکھوں روپے کا بیڈ روم بنا لیں اور نیند آپ کو نہ آئے' آپ نعمت سے محروم ہیں۔ دنیا کے لذیذ ترین خوشبودار کھانے پکا لیں۔ بھوک نہیں لگتی' کھا نہیں سکتے' نعمت سے محروم ہیں۔ دھوپ میں نکلیں تو چہرے پر دانے نکل آتے ہیں' الرجی ہو گئی ہے۔ آپ دھوپ سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے' نعمت سے محروم ہیں۔ نعمتوں کی قدر و قیمت تو اس نے بلا معاوضہ رکھی ہے ورنہ ان کی اگر کوئی مادی قیمت ہوتی تو نعوذ باللہ اللہ ظالم ٹھہرتا' پھر اللہ صمد نہیں رہ سکتا تھا۔'' (جناب عرفان الحق (بابا) کی تقریروں کے مجموعہ ''بابا کی باتیں'' سے اقتباس)

# نفاذِ شریعت بل

صوبہ سرحد میں ''متحدہ مجلس عمل'' کی حکومت نے اپنے منشور کے مطابق اسلامی نظام کے لئے منگل 27 مئی کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ''نفاذِ شریعت بل'' پیش کیا۔ جمعہ 27 ربیع الاول بمطابق 30 مئی کو اتفاقِ رائے سے اس بل کی منظوری دے دی گئی جس نے اُسی روز ایکٹ کی صورت اختیار کر لی۔ یہاں نفاذِ شریعت بل کا پورا مسودہ ہدیۂ قارئین ہے۔

## تمہید

ہرگاہ کہ تمام کائنات میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک خداداد پاکستان بشمول شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کے تفویض کردہ اختیارات ایک مقدس امانت ہیں؛

ہرگاہ کہ قراردادِ مقاصد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں سمو کر اس کا مستقل حصہ قرار دیا جا چکا ہے۔

ہرگاہ کہ اسلام کو ملک خداداد پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جا چکا ہے۔ بنابریں تمام مسلمانوں کے لئے واجب ہے کہ وہ قرآن پاک وسنت نبوی کے احکامات کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں اور اپنے آپ کو مکمل طور پر احکاماتِ خداوندی کا تابع کریں۔

ہرگاہ کہ اسلامی ملک کا ایک بنیادی خاصہ ہے کہ وہ اپنے باشندوں کی عزت نفس، جان، آزادی، دیگر بنیادی حقوق، جس کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے، کو یقینی بنائے اور انہیں سستا اور فوری انصاف بلا کسی امتیازی سلوک کے مہیا کرے۔

وہرگاہ کہ اسلامی طرز حیات کا تانا بانا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فلسفہ پر قائم ہے، وہرگاہ کہ مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان اقدامات کو آئینی وقانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔

لہٰذا مندرجہ ذیل قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے۔

### 1۔ مختصر عنوان، وسعت وآغاز

(1) اس قانون کو شمال مغربی سرحدی صوبہ شرعی قانون مجریہ 2003ء کے نام سے پکارا جائے گا۔

(2) اس کا اطلاق پورے شمال مغربی سرحدی صوبہ پر ہو گا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

(4) یہ قانون غیر مسلموں کے شخصی قوانین، مذہبی آزادی، رسم ورواج وطرز زندگی پر لاگو نہیں ہوگا۔

### 2۔ شریعت کی تعریف

اس ایکٹ میں شریعت سے مراد قرآن وسنت میں بیان کردہ یا ان سے اخذ کردہ احکامات ہوں گے۔

### 3۔ شریعت کی بالادستی:

پورے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں صوبائی دائرہ اختیار کی حد تک شریعت بالادست قانون ہوگا۔

### 4۔ قوانین کی تشریح وتعبیر

صوبہ سرحد میں قائم تمام عدالتیں دائرہ اختیار میں آنے والے قوانین کی تشریح وتعبیر شریعت کے مطابق کرنے کی پابند ہوں گی۔

**وضاحت:**

(الف) دیگر کسی قانون میں ایک سے زائد تشریح وتعبیر کی گنجائش ہو تو عدالتیں اس تشریح وتعبیر کو اختیار کرنے کی پابند ہوں گی جو شریعت کے مطابق ہو۔

(ب) اگر مذکورہ قوانین کی تشریح وتعبیر میں صرف دو صورتیں ممکن ہوں تو عدالتیں اس تشریح وتعبیر کو اختیار کرنے کی پابند ہوں گی جو شریعت کے مطابق ہو۔

### 5۔ حکومت اور شہریوں کی طرف سے شرعی احکامات اور اقدار کی پاسداری

صوبہ سرحد میں ہر مسلمان شہری شرعی احکامات کا پابند ہوگا، اور اسی طرح صوبائی حکومت اور اس کے اہلکاران کو شرعی احکامات کا پابند اور شرعی اقدار کا پاسدار بنانے کے لئے قانونی ضوابط مرتب کئے جائیں گے۔ قانون سازی کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ کوئی بھی قانون شریعت یا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سے متصادم نہ ہو۔

### 6۔ شریعت کی تعلیم اور تربیت:

صوبائی حکومت شریعت کی تعلیم وتربیت کے لئے درج ذیل سطح پر مناسب قدم اٹھائے گی۔

(الف) صوبے کے زیر انتظام لاء کالجز میں اسلامی فقہ کو نصاب میں شامل کرنا۔

(ب) عربی زبان کی تعلیم وترویج۔

### 7۔ تعلیمی نظام میں شریعت کی عملداری

(1) صوبائی حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس کا تعلیمی نظام شریعت کی درس وتدریس، اسلامی کردار سازی اور اسلامی تربیت کا ضامن ہو۔

(2) قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر صوبائی حکومت ایک تعلیمی کمیشن مقرر کرے گی جو علماء، تعلیمی ماہرین، فقہاء اور عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوگی اور ان میں سے ایک کو اس کمیشن کا چیئر مین مقرر کیا جائے گا۔

(3) کمیشن موجودہ تعلیمی نظام کا جائزہ لے گا اور ذیلی دفعہ (1) میں درج مقاصد کے حصول کے لئے سفارشات پیش کرے گا۔

(4) کمیشن کی رپورٹ وصول ہونے پر اسے صوبائی اسمبلی میں ضروری قانون سازی کے لئے پیش کیا جائے گا۔

(5) صوبے کے زیر انتظام تمام ادارے، مقامی حکومتیں اور انتظامی حکام کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے پابند ہوں گے اور محکمہ تعلیم، شمال مغربی سرحدی صوبہ کمیشن کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہوگا۔

### 8۔ معیشت کی اسلامی خطوط پر استواری:

(1) معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے اور اسلامی معیشت کے اصول واغراض ومقاصد کے حصول کے لئے صوبائی حکومت قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر معاشی اصلاحی کمیشن مقرر کرے گی، جو ماہرین معاشیات، بنکار، فقہاء اور علماء پر مشتمل ہوگی جن میں سے ایک اس کا چیئر مین ہوگا۔

(2) معاشی اصلاحی کمیشن کے ذمہ درج ذیل امور ہوں گے:

(الف) ان اقدامات کی سفارش جن کے ذریعے معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جا سکے، ان اقدامات میں موجودہ نظام کا قابل عمل متبادل بھی شامل ہوگا۔

(ب) آئین کے مطابق لوگوں کی معاشی اور معاشرتی بہبود کے لئے اقدامات ولائحہ عمل کی نشاندہی۔

(ج) موجودہ مالی قوانین اور قوانین بابت حصولی ٹیکس، انشورنس اور بنکنگ کا اس نقطۂ نظر سے جائزہ کہ آیا یہ قوانین شریعت کے مطابق ہیں یا اس سے متصادم، اور اگر متصادم ہیں تو انہیں شریعت کے مطابق بنانے کی تجاویز وغیرہ۔

(د) سود کے نظام کا خاتمہ کرنے کے لئے تجاویز اور متبادل انتظامات کی نشاندہی۔

(ر) معاشی اصلاحی کمیشن وقتاً فوقتاً اپنی تجاویز حکومت کو پیش

کرے گی جسے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ تمام صوبائی محکمے، ادارے اور حکام کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے پابند ہوں گے۔ محکمہ خزانہ کمیشن کے انتظامی امور نمٹانے کا ذمہ دار ہوگا۔

**9۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلام کی تشہیر و ترویج۔**

وہ ذرائع ابلاغ جن تک صوبائی حکومت کی رسائی ہو، بشمول اسلام کی تشہیر اور ترویج کے، ان مقاصد کے لئے استعمال ہوں گے جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں۔

**10۔ جان و مال اور شخصی آزادی کا تحفظ**

ہر شہری کی جان و مال، عزت و آبرو اور شخصی آزادی کے تحفظ کے لئے صوبائی حکومت ضروری انتظامی اور قانونی قدم اٹھائے گی جس میں اسلحہ کی نمائش پر پابندی بھی شامل ہوگی۔

**11۔ رشوت خوری کا خاتمہ**

صوبائی حکومت رشوت، دھونس دھاندلی کے خاتمے کے لئے انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ ضروری قانون سازی کرے گی، ہر قسم کے جرائم کی روک تھام کے لئے مثالی اور سخت تعزیری سزائیں مقرر کرے گی۔

**12۔ سماجی برائیوں کا خاتمہ**

صوبائی حکومت معاشرہ سے سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لئے قرآن پاک کے حکم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرے گی اور اس کی بابت انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ ضروری قانون سازی کرے گی۔

**13۔ بے حیائی اور آوارہ گردی کا خاتمہ**

صوبائی حکومت انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ قانون سازی کے ذریعے بے حیائی اور آوارہ گردی کا سدباب کرے گی۔

**14۔ صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں عدالتی نظام کی اصلاح۔**

(1) صوبائی حکومت قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر ایک عدالتی اصلاحی کمیشن مقرر کرے گی جو علماء و فقہاء اور قانونی ماہرین پر مشتمل ہوگی جن میں سے ایک اس کا چیئرمین ہوگا اور عدالتی اصلاحی کمیشن درج ذیل امور پر سفارشات پیش کرے گی:

(الف) صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں رائج الوقت قانون کا جائزہ۔

(ب) موجودہ قانون میں موجود نقائص کی نشاندہی اور متبادل تجاویز۔

(ج) اسلامی ضابطۂ دیوانی، اسلامی ضابطۂ فوجداری اور اسلامی قانون شہادت کی تدوین۔

(2) عدالتی اصلاحی کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر صوبائی حکومت اسے صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں نافذ کرنے کے لئے گورنر صوبہ سرحد کو پیش کرے گی۔

(3) صوبائی حکومت کے جملہ ادارے اور حکام کمیشن کی معاونت کریں گے اور محکمہ قانون صوبہ سرحد کمیشن کے انتظامی امور نمٹانے کی ذمہ دار ہوگی۔

**15۔ اختیار قواعد**

صوبائی حکومت ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول کے لئے قواعد بنائے گی۔

**مقاصد و وجوہات**

صوبائی حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے دائرہ اختیار کی حد تک اسلامی شریعت کا نفاذ کرے۔ اس لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سال 1973ء کے دائرے میں رہتے ہوئے نفاذ شریعت کے لئے قانون سازی کے لئے مسودہ قانون پیش ہے۔ ❁


مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

## رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 1)

میں داخلے کے لئے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں:

☆ واضح رہے کہ یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں، انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ——— تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

### نصاب

۱) عربی گرامر ۲) عربی ریڈر
۳) مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب ۴) تذکیر بالقرآن (دورۂ ترجمۂ قرآن)
۵) تجوید و حفظ ۶) ترکیب قرآن مع عربی گرامر
۷) علوم حدیث اور مطالعۂ حدیث ۸) اضافی محاضرات

☆ کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو ماہ ہوگا۔

**کورس کا تفصیلی پراسپکٹس**

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل، طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے، درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

**ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس**

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور (فون: 03-5869501)

## صدر صاحب!

# اقبال کا اسلام ہی نافذ کر دیجئے

تحریر : انجینئر نوید احمد

صوبہ سرحد میں مجلس عمل کی حکومت نے اپنے صوبہ کی حد تک شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے ۲؍جون ۲۰۰۳ء کو صوبائی اسمبلی سے متفقہ طور پر شریعت بل منظور کرایا۔ صدر مشرف صاحب نے اس عمل کو طنزاً طالبانائزیشن قرار دیا اور لاہور میں وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قوم فیصلہ کرے کہ انہیں علامہ اقبال اور قائداعظم کا اسلام چاہئے یا طالبانائزیشن۔ اسی قسم کی بات اپنے پہلے دور حکومت میں بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی کہی تھی کہ ہمیں مولانا مودودی کا نہیں اقبال اور قائداعظم کا اسلام چاہئے۔

پاکستان کی تخلیق میں بلاشبہ علامہ اقبال اور قائداعظم دونوں ہی کی کاوشیں شامل ہیں لیکن قائد اعظم معمارِ پاکستان ہیں جبکہ علامہ اقبال مفکرِ پاکستان۔ لہٰذا فکری اعتبار سے ہمیں علامہ اقبال سے رہنمائی لینی ہوگی کہ ان کا تصورِ اسلام کیا تھا جس کی عملی تصویر وہ پاکستان کی صورت میں دیکھنا چاہتے تھے۔ آیئے اقبال کے اسلام کو انہی کے اشعار کی روشنی میں سمجھیں۔

۱) سیاسی اعتبار سے علامہ اقبال مغربی طرز کی جمہوری حکومت کے سخت خلاف تھے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

اور

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

سیاسی اعتبار سے علامہ جمہوریت کے بجائے نظامِ خلافت کے قیام کے خواہش مند تھے:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

جب کمال اتاترک نے خلافتِ عثمانیہ کی تنسیخ کا علان کیا تو علامہ اقبال نے اس سانحہ پر بایں الفاظ اظہار افسوس کیا:

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

نظامِ خلافت میں حکمرانی فردِ واحد یا عوام کے نمائندوں کی نہیں بلکہ 'اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ' کے مصداق اللہ کی تسلیم کی جاتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

لہٰذا ہم مشرف صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ اقبال کی فکر کو عمل کا جامہ پہنایئے' قرآن وسنت کو اس ملک کا سپریم لاء قرار دے کر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظامِ خلافت قائم کرنا ہے۔

۲) معاشی اعتبار سے علامہ اقبال سرمایہ داری اور جاگیرداری سے شدید نفرت کا اظہار کرتے ہیں:

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب
از جفائے دہ خدایاں کشتِ دہقاناں خراب
انقلاب! انقلاب! اے انقلاب!

"سرمایہ دار نے مزدور کی رگوں سے خون کشید کر کے اپنے پینے کے لئے شراب فراہم کی ہے اور جاگیردار کے ظلم وستم سے کسان کی کھیتی برباد ہے' لہٰذا ضرورت ہے کہ انقلاب آئے انقلاب"۔

اقبال مسلمانوں میں سرمایہ داری کی لعنت دیکھ کر اظہارِ تأسف کرتے ہیں:

جانتا ہوں میں یہ اُمت حاملِ قرآن نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مؤمن کا دیں

سود جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کی جڑ اور بنیاد ہے' اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

از ربا اخر چہ می زاید؟ فتن!
کس نہ داند لذتِ قرضِ حسن
از ربا جاں تیرہ' دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

"سود سے سوائے فساد کے اور کس چیز میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ (افسوس کہ) بغیر سود کے قرض دینے کی لذت کسی کو معلوم نہیں! سود سے روح تاریک اور دل اینٹ پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے اور انسان بغیر دانتوں اور پنجوں کے درندہ بن جاتا ہے"۔

سودی مراکز یعنی بینکوں کے بارے میں اقبال کے جذبات یہ ہیں:

این بنوک این فکرِ چالاکِ یہود
نورِ حق از سینۂ آدم ربود
تا تہ و بالا نہ گردد این نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

"یہ بینک یہود کی عیارِ فکر کا نتیجہ ہیں جن کی وجہ سے آدمی کا باطن روحانی اقدار اور نورانیت سے محروم ہوگیا ہے۔ جب تک یہ سود کا نظام ختم نہیں ہوتا تہذیب' حکمت اور دین کی باتیں کرنا لاحاصل ہے"۔

جاگیرداری سے علامہ اقبال اظہارِ نفرت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

اور

خدا آں ملتے را سروری داد
کہ تقدیرش بدستِ خویش بنوشت
بہ آں قوم سروکارے ندارد
کہ دہقانش برائے دیگراں کشت

"خدا اس قوم کو قیادت کے منصب پر فائز کرتا ہے کہ جو اپنی تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھتی ہے۔ خدا کو اس قوم سے کوئی سروکار نہیں کہ جس کا کسان کسی اور کے لئے کھیتی باڑی کرتا ہے"۔

ہم پرویز مشرف صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اقبال کے ان افکار کی روشنی میں اس ملک سے سودی معیشت کو ختم کر دیجئے۔ پچھلے سال قانون اور ضوابط کی دھجیاں بکھیر کر سپریم کورٹ سے وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالے سے جس فیصلے کو کالعدم قرار دلوایا تھا' اسے پھر سے بحال کرا کے سودی معیشت کو ختم کیجئے۔ وزیراعظم جمالی صاحب کے اس بیان کا نوٹس لیجئے کہ اس ملک میں مزید زرعی اصلاحات نہ ہوں گی۔ زرعی اصلاحات کے ذریعہ جاگیرداری کی لعنت وطنِ عزیز سے ختم کرایئے۔ آئے دن یہ جاگیردار غریبوں کی عزت سے جس طرح کھیلتے ہیں' وہ باتیں اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

۳) معاشرتی اعتبار سے اقبال مساواتِ انسانی کے زبردست پرچارک ہیں:

تمیز بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر! اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اور

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رو ہو کر زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ہم مشرف صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ اس

ملک میں مساواتِ انسانی قائم کرنے کے لئے اقدامات کیجئے۔ خاص طور پر بنیادی انسانی ضروریات یکساں اعتبار سے تمام شہریوں کو فراہم کیجئے۔ سب کے لئے یکساں نظامِ تعلیم رائج کیجئے' سب کو علاج کی یکساں سہولیات فراہم کیجئے اور فوری وسستے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایئے۔

۴) اقبال کے نزدیک پردہ اسلامی معاشرت کی نمایاں علامت ہے۔ وہ خواتین کو پردے کے احکامات پر عمل کی دعوت ان الفاظ میں دیتے ہیں:

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوشِ شبیرے بگیری

''(اے خاتون) حضرت فاطمہؓ بنو اور زمانے کی نگاہوں سے پوشیدہ رہو تاکہ تمہاری گود میں حضرت حسینؓ جیسے بچے پرورش پائیں''۔

مشرف صاحب نے اقبال کی فکر کے برعکس خواتین کو گھروں سے باہر نکالنے کی ایسی تدابیر کیں جن کی مثال دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتی۔ اسمبلیوں میں خواتین کے لئے جتنی نشستیں ہمارے ملک میں مختص کی گئی ہیں اور کہیں نہیں۔ خدارا! اس ملک میں مخلوط معاشرت کو فروغ دے کر' شرم و حیاء کی اقدار کو پامال نہ کریں۔ میڈیا سے بے حیائی اور فحاشی کی اشاعت ختم کریں اور ملک میں ستر و حجاب کی روایات کو ترقی دے کر اقبال کی روح کے لئے تسکین کا سامان کریں۔

۵) علامہ اقبال کے تصورات آفاقی تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

چین و عرب ہمارا' ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

وطن پرستی کو علامہ نے دورِ حاضر کا شرک قرار دیا:

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم' اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

☆

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبویؐ ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفویؐ خاک میں اس بت کو ملا دے

☆

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اسی سے
قومیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اسی سے

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ علامہ اقبال کے نظریات سے کتنا بڑا انحراف ہے۔ مشرف صاحب کو چاہئے کہ اقبال کی اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کریں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

۶) مشرف صاحب نے شلوار قمیص کے لباس کو رائج کرنے اور داڑھی کی سنت اختیار کرنے کے حوالے سے بھی حکومت سرحد پر تنقید کی ہے لیکن دیکھئے اقبال کیا کہتے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

آج ہم اگر داڑھیاں صاف کرتے ہیں یا پینٹ شرٹ پہنتے ہیں تو اس کی وجہ صرف اور صرف مغربی تہذیب کی مرعوبیت اور اس کی نقالی ہے۔ زندہ قوموں کو اپنے لباس اور ثقافت پر ناز ہوتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ زائرینِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

مشرف صاحب ہمیں اسلام چاہئے۔ طالبان کا نہیں اقبال کا اسلام ہی نافذ کردیجئے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدۃ:۳)

''میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا''۔

اور اگر اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق حکومت نہ کی جائے تو قرآن کا فیصلہ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدۃ:۴۴)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں''۔ ❀

## نیک نامی

امریکی ریاست پنسلوانیا کی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مائیکل موسانو کہتے ہیں ''ایک انسان کی نیک نامی اس کی مادی جائیداد کی طرح اہم اور فائدہ مند ہے بلکہ مادی جائیداد سے زیادہ نتیجہ خیز ہے۔ یہ اس کی حفاظت اور سیکیورٹی کی دیکھ بھال کرنے والا فرشتہ ہے' مخالف سمندر میں محافظ زندگی ہے' جب وہ خوشحالی کے آسمان سے گرتا ہے تو یہ اس کا پیراشوٹ ہے' ذاتی حادثے کی دلدل سے بچانے والی لکڑی ہے''۔


اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ
**دینی تعلیم و تربیت** سے بھی مستفید ہوں تو

**قرآن کالج**
آف آرٹس اینڈ سائنس (الحاق شدہ BISE)
191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
فون: 5833637 - 5860024

F.A (Arts Group)
F.A (Gen.Science)
I.Com (Banking)
I.Com (Computer)
ICS (Math+Stat+Comp.)
ICS (Math+Phys.+Comp.)
B.A (Eco.+Maths)
B.A(Other Combinations)

میں داخلہ لیجئے۔ انٹرمیڈیٹ کلاسز میں داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 24 جولائی ہے

زیر اہتمام
**مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور**
36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور (فون: 03-5869501)

موقع پر تشریف لا کر کالج کی عمارت' لائبریری' کمپیوٹر لیب اور شاندار ''قرآن آڈیٹوریم'' کا معائنہ بھی کیجئے۔ نیز کالج کا تعارفی بروشر مفت اور پراسپیکٹس -/30 روپے میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ڈاک سے منگوانے کے لئے -/40 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔

صدر مؤسس
**ڈاکٹر اسرار احمد**

ذہین و مستحق طلبہ کے لئے وظائف کی سہولت

## دنیائے اسلام میں عیسائیت کی تبلیغ

پورے عالم الاسلام کی ایک عمومی خبر' جو خاص طور پر قابل ذکر ہے' وہ مسیحی تہذیب اور یہودی ڈالر کے علاوہ مسیحی مذہب سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے' اور یہ خبر بھی خود ان کے اپنے جریدے ''ٹائم'' نے ایک خصوصی رپورٹ کے طور پر شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق امریکہ میں مبلغین کی ایک نئی جماعت نے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کی مہم کا آغاز کیا ہے۔ اس جماعت کے ارکان کا امریکی حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے حلیے اور لباس میں رہتے ہیں۔ گزشتہ چند ماہ کے دوران ان کی بڑی تعداد عراق میں داخل ہو چکی ہے اور انہوں نے عراقی عوام کے مذہبی عقائد بدلنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ جنوبی ہملٹن میں عیسائیت کے ایک مرکز کے اعداد و شمار کے مطابق 1982ء سے 2001ء کی درمیانی مدت میں' اسلامی ممالک میں عیسائی شہریوں کی تعداد 15 ہزار سے بڑھ کر 27 ہزار ہو گئی ہے۔ یہ مبلغ تبلیغ کے نئے نئے طریقے اور حربے اختیار کر رہے ہیں' تاہم انہیں مسلم ممالک میں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ افغانستان اور عراق میں امریکی فوج کے ساتھ داخل ہونے والے یہ عیسائی مبلغین اپنے ساتھ لاکھوں ڈالر کی امداد لے کر آئے ہیں' جس کی آڑ میں انجیل کی تعلیمات کا پرچار کیا جا رہا ہے۔ اس جماعت کے ایک نمائندے' ارجنٹائن سے تعلق رکھنے والے لوئیس بش نے اپنے مقالے میں عیسائیوں پر زور دیا ہے کہ ''خدا کی زرہ بکتر پہن لو اور روحانی ہتھیاروں سے جنگ کرو۔ اسلام دنیا بھر میں اپنی حکمت عملی سے پھیل رہا ہے۔ ہمیں بھی اسی حکمت عملی کے تحت انجیل کے حق کے چھرے کو اسلام کے دل میں گھونپنا ہوگا۔''

## پاکستان کے لئے امریکی امداد

24 جون کو پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف اور امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کے درمیان کیمپ ڈیوڈ میں طویل مذاکرات کے نتیجے میں امریکہ نے پاکستان کے لئے تین ارب ڈالر کے امدادی پیکج کا اعلان کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس امداد میں سے نصف سے زائد رقم 1.8 ارب ڈالر تو امریکی قرضوں میں ایڈجسٹ ہو جائیں گے۔ 1.4 ارب ڈالر دفاعی ضروریات اور بارڈر سکیورٹی مضبوط بنانے پر صرف ہوں گے۔ تین کروڑ دس لاکھ ڈالر دینی مدارس کی اصلاحات پر خرچ ہوں گے۔ گویا امریکی امداد مشروط ہے اور ابھی اس پیکج کو امریکی کانگریس کی منظوری درکار ہے۔ لیکن جنرل مشرف نے کہا کہ امریکی امداد غیر مشروط ہے۔ امریکی حکام نے بھی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ امداد لچک دار ہوگی۔ سالانہ چھ سو ملین ڈالر ملیں گے۔ پاکستان جیسے چاہے' یہ رقم خرچ کر سکے گا۔ اس رقم سے قرضہ چکایا جا سکتا ہے' ترقی پر خرچ کی جا سکتی ہے' ہتھیار خریدے جا سکتے ہیں' مگر ایف سولہ طیارے نہیں ملیں گے' جن کی پیشگی رقم پاکستان ادا کر چکا ہے۔

## ایران کو صدر بش کی دھمکی

''اب ایران کی باری ہے'' کا خیال تقویت پا گیا ہے۔ پہلے تو امریکی وزارتِ خارجہ کے ترجمان ہی ایران کے معاملات پر لب کشائی کرتے رہتے تھے۔ اب صدر بش نے براہ راست ایران کو ایک پریس کانفرنس میں سخت لہجے میں دھمکی دی ہے کہ ایران بین الاقوامی ایٹمی ایجنسی سے تعاون کرتے ہوئے اپنے ایٹمی پروگرام کا معائنہ کرائے' ورنہ سنگین نتائج کے لئے تیار ہو جائے۔

## عراق کے سعید الصحاف کی گرفتاری

برطانوی اخبار ''ڈیلی مرر'' کی 25 جون کی اشاعت میں دعوے کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی کہ عراق کے سابق وزیر اطلاعات سعید الصحاف کو بغداد کے قریب ایک ناکے پر کار سے گزرتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور فوجیوں نے انہیں گھر سے ٹوتھ برش' شیونگ کا سامان اور کتابیں لینے کی اجازت دے دی۔ امریکہ میں سعید الصحاف کو جنگ کے دوران میں عراقی فتوحات اور امریکی ناکامیوں کے بارے میں مضحکہ خیز دعوے کرنے پر ''کومیکل علی'' (مزاحیہ علی) کہا جاتا ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق سعید الصحاف نے اتحادی فوج سے درخواست کی کہ ان کی گرفتاری کی تشہیر نہ کی جائے۔ لیکن دوسرے ہی دن 26 جون کو سعید الصحاف نے نیوز چینل ''العربیہ'' کو بتایا کہ انہوں نے تو عراق پر قبضے کے بعد خود کو امریکی فوج کے حوالے کیا تھا' جس نے پوچھ گچھ کے بعد انہیں چھوڑ دیا تھا۔ ''العربیہ'' نے انہیں ملازمت کی پیشکش کی ہے' جس پر انہوں نے کہا کہ ان کو نیوز چینل ٹیم میں شامل ہو کر خوشی ہوگی۔

## پاول کے خلاف بنگلہ دیش میں مظاہرہ

امریکی وزیر خارجہ کولن پاول گزشتہ دنوں کمبوڈیا سے اردن جاتے ہوئے 5 گھنٹے کے لئے بنگلہ دیش میں رکے۔ ڈھاکا میں ان کی آمد پر سیاسی و مذہبی جماعتوں نے ہڑتال کی اور مظاہرہ کیا۔ مظاہرین افغانستان اور عراق پر امریکی حملے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھوں میں سیاہ پرچم اٹھا رکھے تھے اور انہوں نے ''پاول واپس جاؤ'' کے نعرے لگائے۔ مظاہرہ اتنا سخت تھا کہ امریکی سفارت خانہ بند کر دیا گیا جہاں پاول کو بنگلہ دیش کی اپوزیشن لیڈر حسینہ واجد سے ملاقات کرنی تھی۔ یہ ملاقات بھی منسوخ کر دی گئی۔

## افغانستان میں امریکہ کی شکست

افغانستان کے جنوب مشرقی صوبوں میں شدید مسلح مزاحمت اور گوریلا جنگ سے خوف زدہ ہو کر امریکیوں نے جہادی کمانڈر اور طالبان دور کے وزیر سرحدات مولانا کمانڈر جلال الدین حقانی کو مذاکرات اور مفاہمت کی پیشکش کی ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ نے فوجی اور سفارتی ذرائع کے ساتھ ساتھ خفیہ ایجنسیوں کو بھی جنوب مشرقی صوبوں کے سرکردہ رہنما مولانا حقانی سے بات چیت کی راہ ہموار کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا حقانی نے امریکہ سے سوال کیا ہے کہ امریکہ تو انہیں ایک مجرم' دہشت گرد اور سزا یافتہ سمجھتا ہے' اور پھر اس بات چیت کا کیا مطلب ہے؟ میں تو آپ کے کاغذات میں کئی بار مر چکا ہوں' تو پھر مُردوں سے مذاکرات کا کیا مطلب ہے؟

## فلپائن میں جہادی تحریک

''مورو اسلامی لبریشن فرنٹ'' نے اعلان کیا ہے کہ اس نے 12 جون کو دس دن کے لئے جنگ بندی کا جو اعلان کیا تھا' وہ 22 جون کو ختم ہو گئی' اس میں مزید اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ اب فرنٹ دوبارہ فلپائنی افواج پر اپنے حملوں کا سلسلہ شروع کر دے گی' تاوقتیکہ ان کا آزاد و خود مختار اسلامی ریاست کا مطالبہ پورا نہ ہو جائے۔ فرنٹ نے اعلان کیا ہے کہ اب ہم پوری طاقت سے مینڈاؤ کے علاقے میں فلپائن کے عسکری اہداف و مفادات کو نشانہ بنائیں گے اور وہاں آزاد اسلامی ریاست کے حصول کا خواب پورا کر کے رہیں گے۔

### ہر حال میں شکر

''ایک بار میرا جوتا ٹوٹ گیا۔ اس زمانے میں نئے جوتے کی استطاعت نہ تھی اس لئے تپتی دھوپ میں ننگے پاؤں کوفے کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ مجھے اپنی حالت پر بہت خفت محسوس ہو رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد کی سیڑھیوں پر ایک آدمی بیٹھا ہے جس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً اپنی حالت کا جائزہ لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ میرے پیر تو سلامت ہیں۔'' (شیخ سعدی شیرازی کی آپ بیتی کا دلکش ٹکڑا)

# طوبیٰ گرلز کالج ــــ ایک تعارف

ایک مشہور حدیث مبارکہ ہے:

**طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة**

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔''

چنانچہ حدیث کے ظاہری مفہوم کو ہی سامنے رکھتے ہوئے پاکستان میں دھڑا دھڑ تعلیمی ادارے قائم کئے جانے لگے۔ گلی محلوں میں انگریزی میڈیم سکولوں' کالجوں کی بھرمار ہوگئی اور بچے بچیاں سب مغربی تہذیب کے پیش کردہ نصاب کے عین مطابق علم کی دوڑ میں لگ گئے۔ نظام تعلیم دینی شعور سے بے بہرہ افراد کے ہاتھوں میں چلا گیا' تعلیم کاروبار بن گیا اور اس سب کا بھیانک نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری نئی نسل قرآن و سنت سے دور ہوتی چلی گئی جس کے لئے مذہب طعنے کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اور بقول اقبال ع

''کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ''

والی کیفیت پیدا ہوگئی۔

لڑکیوں کے سلسلے میں صورتحال مزید گھمبیر ہوگئی۔ حتیٰ کہ دینی مزاج کے حامل لوگوں کے لئے اپنی بچیوں کو کالج بھیجنا ایک مصیبت بن گیا۔ لڑکیوں کے کالج تعلیمی اداروں سے زیادہ فیشن ہاؤس کا منظر پیش کرتے ہیں اور دینی تعلیم کا اہتمام صرف زبانی جمع خرچ کی حد تک رہتا ہے۔ یہ حالات دینی طبقے کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

ان حالات میں ایسے تعلیمی اداروں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلیں تا کہ ہماری بچیاں شمع محفل کی بجائے ایک مثالی مسلمان خاتون بن سکیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے ہی اقتدار احمد ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام طوبیٰ گرلز کالج کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

طوبیٰ گرلز کالج کی حیثیت ایک ادارے سے زیادہ ایک تحریک کی ہے جس کا عزم یہ ہے کہ لڑکیوں کو مکمل باپردہ ماحول میں معیاری جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اسلامی اقدار کا شعور بھی دیا جائے۔ اس لحاظ سے طوبیٰ کالج قدیم و جدید کا ایک حسین امتزاج ہے۔

طوبیٰ کالج کا قیام اگست 2001ء میں عمل میں آیا۔ ابتدا میں یہ ایک پرائیویٹ کالج کے طور پر کام کرتا رہا اور اب الحمدللہ رجسٹریشن اور بورڈ سے الحاق کی منازل تیزی سے طے کر رہا ہے۔ فی الحال کالج میں ایف اے آرٹس اور بی اے آرٹس کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

کالج کی اہم ترین خاصیت یہ ہے کہ خوشگوار ماحول اور انداز میں طالبات کو دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ بلا معاوضہ ناظرہ قرآن' ترجمہ اور تجوید کے علاوہ گاہے گاہے درس کا سلسلہ بھی چلتا ہے تاہم یہ سلسلہ بہت توازن کے ساتھ چل رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ طالبات کو کمپیوٹر کی ابتدائی تعلیم بھی مفت فراہم کی جاتی ہے۔ مزید برآں کالج فیس انتہائی مناسب اور دیگر معاصر اداروں کی نسبت بہت کم ہے۔

انتظامیہ اور اساتذہ دونوں کی اوّلین ترجیح معیار ہے جس کے لئے ہر آن کوشش جاری رہتی ہے۔ اسی محنت کا صلہ ہے کہ طوبیٰ کالج کی طالبات نے انتہائی شاندار نمبر حاصل کئے ہیں۔ فرسٹ ایئر کی کل 12 طالبات میں سے 6 نے اوّل درجے میں کامیابی حاصل کی اور بالترتیب 333,335,355,357,397 اور 328 نمبر حاصل کئے۔ اسی طرح سیکنڈ ایئر میں کل 6 میں سے 3 طالبات نے انتہائی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 777,832 اور 754 نمبر حاصل کئے جبکہ باقی طالبات نے درجۂ دوم میں کامیابی حاصل کی۔ یہ صورت حال اللہ کے فضل اور ادارے سے وابستہ افراد کے خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

طوبیٰ کالج میں غیر نصابی سرگرمیوں پر بھی بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ سالانہ جلسہ تقسیم انعامات' یوم قائد' یوم اقبال' استقبالیہ اور الوداعیہ تقریبات اور حسب موقع پروگرام کالج کی روایت کا خاصہ ہیں۔ طالبات کی حوصلہ افزائی اور ان کی صلاحیتوں کے نکھار کے لئے ہر ممکن تربیت کا اہتمام ہے۔ سالانہ ٹرپ بھی کالج کی ایک اہم روایت ہے۔ ایک سال طالبات کو سادھوکی فارم ہاؤس اور اس بار لاہور پارک کی سیر کے لئے لے جایا گیا اور اس اہتمام کے ساتھ کہ تعلیم' تفریح اور پردہ سب کا سب موجود و محفوظ رہا۔

طوبیٰ کالج کی اپنی ٹرانسپورٹ سروس بھی ہے جو شہر کے مختلف حصوں تک رسائی رکھتی ہے تا کہ والدین اور طالبات کے دردِ سر میں کمی آسکے۔

الغرض' طوبیٰ گرلز کالج پورے اہتمام کے ساتھ ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کی طرف رواں دواں ہے جو اس کا باعث قیام تھے یعنی طالبات کو دینی و دنیاوی ہر دو لحاظ سے بہترین تعلیم و تربیت فراہم کرنا۔

دینی فکر کے حامل افراد بالخصوص تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لئے اپنی بچیوں کی تربیت کے لحاظ سے یہ ایک سنہری موقع ہے۔ لادینی اداروں کے خلاف ایک حجت قائم ہو چکی ہے۔ آیئے' دیکھئے اور اس کاروانِ خیر میں شمولیت اختیار کیجئے کہ یہ بھی آج کے دور کا جہاد ہے۔

رابطہ کے لئے:

طوبیٰ گرلز کالج
78' سیکٹر اے ون'
ٹاؤن شپ' لاہور
فون: 5114581


## اسرائیل نامنظور

تنظیم اسلامی لاہور

4 جولائی بروز جمعہ 6 بجے سہ پہر
چیئرنگ کراس (مال روڈ) پر اسرائیل کو تسلیم کرنے کے
حکومت کے وکالتی رویئے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرے گی۔

اہلیان لاہور سے استدعا ہے کہ
وہ دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مظاہرہ میں شرکت کریں۔

رفقاءِ تنظیم کی شرکت لازم ہو گی

# تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

## تنظیم اسلامی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تبلیغی و دعوتی سرگرمیاں

**ماہانہ سہ روزہ پروگرام**

امیر حلقہ پنجاب وسطی محترم مختار حسین فاروقی صاحب کے دروس و خطابات پر مشتمل اس پروگرام کا آغاز ہر ماہ تیسرے جمعۃ المبارک سے ہوتا ہے۔ پروگرام سے قبل ہینڈ بلز کے لئے مناسب تشہیر کی جاتی ہے۔ سلیس اور عام فہم انداز بیان کی وجہ سے فاروقی صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مضافات میں افراد کی خاصی تعداد میں معروف اور مقبول ہیں۔ اس لئے ان کے درس و خطابات میں احباب بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ ان میں خطاب جمعہ بالخصوص قابل ذکر ہے جو ضلعی دفاتر کے قریب محلہ فیض کالونی کی قاسمیہ مسجد میں ہوتا ہے۔ اس ماہانہ خطاب کو کم وبیش ایک سو رفقاء و احباب سنتے ہیں ان میں زیادہ تعداد تعلیم یافتہ ملازمین کی ہوتی ہے۔ ماہ مئی میں سورۃ الفتح کی آخری دو آیات کے حوالے سے فاروقی صاحب نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ بعثت یعنی دین حق کے غلبہ اور صحابہ کرامؓ کے مثالی کردار پر گفتگو کی۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد کمیٹی کے ایک رکن محترم محمد بشیر تبسم صاحب کی رہائش گاہ پر ایک نشست ہوتی ہے جہاں دینی مسائل پر گفتگو کے علاوہ ظہرانے کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ نماز عصر کے بعد الہدیٰ لائبریری میں رفقاء تنظیم کا تربیتی و تنظیمی اجلاس ہوتا ہے جس میں امیر حلقہ کے مفید مشوروں اور رہنمائی سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد جامع مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ کالونی میں اور بروز اتوار جامع مسجد محلہ اقبال نگر میں درس قرآن ہوتا ہے۔ اسی طرح ہفتہ کے دن نماز عشاء کے بعد فیروزی مسجد محلہ اسلام پورہ میں فاروقی صاحب درس دیتے ہیں۔ ان میں متعین ماہانہ دروس و خطابات کے علاوہ مختلف مقامات پر کچھ اضافی پروگرام بھی ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ جیسے مئی میں شور کوٹ کینٹ کی ایک کاٹن فیکٹری میں ''حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر فاروقی صاحب نے گفتگو کی۔

شہر ٹوبہ کے دوکاندار حضرات کے لئے الہدیٰ لائبریری میں ہفتہ کے دن دعوتی و تبلیغی پروگرام رکھا جاتا ہے۔

**ہفتہ وار ترجمۃ القرآن پروگرام**

کتاب ہدایت یعنی قرآن حکیم کا پیغام عام لوگوں تک پہنچانے اور قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لئے امیر حلقہ کی تجویز پر ترجمۃ القرآن اور اس کی تشریح کا ہفتہ وار پروگرام ترتیب دیا گیا۔ یہ مفید و مقدس پروگرام مقامی تعلیمی ادارہ نیشنل کالج کے قرآن ہال میں بروز اتوار منعقد ہوتا ہے۔ تین گھنٹے کے دورانیہ پر محیط یہ پروگرام ایک سال سے زائد عرصہ سے جاری ہے۔ الحمد للہ اس میں شرکت کے لئے مقامی احباب کے علاوہ قریبی دیہاتوں اور قصبوں سے بھی افراد تشریف لاتے ہیں۔ خواتین کے استفادہ کے لئے آڈیو ویڈیو سسٹم کے ذریعے علیحدہ باپردہ انتظام ہے۔ پروگرام کے درمیان میں پندرہ منٹ کے لئے چائے کا وقفہ ہوتا ہے۔ مذکورہ پروگرام کی باقاعدہ آڈیو ریکارڈنگ کی جارہی ہے۔

**رفقائے تنظیم کے دروس وخطابات**

تنظیم کے بعض ملتزم رفقاء مختلف مقامات پر دروس قرآن اور تبلیغی و دعوتی خطابات دیتے ہیں۔ ان میں عبدالغفار صاحب بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ وہ روزانہ نماز فجر کے بعد مختلف مساجد میں مختصر وقت کے لئے درس قرآن دیتے ہیں۔ جمعہ کے خطابات کے لئے وہ ہر دفعہ کسی نئے علاقے کی مسجد کا انتخاب کرتے ہیں۔ دوست احباب سے نجی ملاقاتوں میں دین کی دعوت دینے میں نہایت مستعد اور سرگرم ہیں۔ علاوہ ازیں دینی لٹریچر کی تقسیم کے کام میں بھی بہت فعال ہیں۔ پچھلے دو ماہ میں ''قرآن مجید کے حقوق'' 700 کی تعداد میں اور ''دینی فرائض کا جامع تصور'' 400 کی تعداد میں تقسیم کر چکے ہیں۔ پچھلے چند ماہ میں تقریباً چار ہزار تبلیغی ہینڈ بل چھپوا کر تقسیم کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ دعوت و تبلیغ میں مزید اضافہ فرمائے اور اس میں استقامت دے۔ آمین!

اسی طرح راقم کو بھی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے محلہ اسلام پورہ کے ہفتہ وار درس قرآن کے علاوہ گورنمنٹ کالج کی مسجد میں نماز فجر کے بعد قرآن و حدیث کے حوالے سے دعوت و تبلیغ کے دینی فریضہ کی ادائیگی کا موقع اور توفیق الٰہی میسر ہے۔ مئی کے مہینے میں راقم کو ایک قریبی گاؤں چک 286 میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت پر اور بعد ازاں میرے آبائی گاؤں چک 392 میں حب رسول ﷺ کے تقاضوں پر گفتگو کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دینی فرائض کا شعور اور ان کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مرتب: پروفیسر خلیل الرحمٰن)

## امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ کا دورہ ''خضدار''

محترم محبوب سبحانی صاحب (امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ) کو ایک ہفتہ کے لئے انجینئرنگ یونیورسٹی خضدار نے سول انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں اس شعبہ سے متعلق موضوعات پر لیکچرز کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے خضدار کے دو ساتھیوں نے شام کے اوقات میں اسلام کے انقلابی فکر سے متعلق ایک دعوتی پروگرام مرتب کیا۔ جناب اقتدار احمد صاحب اور فضل مختار جو کہ مکینکل انجینئرنگ میں 2nd ایئر کے سٹوڈنٹ ہیں' نے اس کی تشہیر کا اہتمام کیا۔ شرکاء کی تعداد تقریباً 40 رہی۔ جن میں یونیورسٹی کے 8 لیکچرار بھی شامل تھے۔ پروگرام کا شیڈول کچھ یوں تھا:

1۔ 3 جون بروز منگل ...... بعد نماز مغرب۔ موضوع: دین و مذہب کا فرق۔

2۔ 4 جون بروز بدھ ...... بعد نماز مغرب۔ موضوع: منہج انقلاب نبویؐ۔

3۔ 5 جون بروز جمعرات ...... بعد نماز مغرب۔ موضوع: ہم عصر تحریکیں اور تنظیم اسلامی۔

4۔ 6 جون بروز جمعہ ...... بعد نماز مغرب۔ موضوع: نظم جماعت اور لزوم بیعت۔

سوال و جواب۔ علاوہ ازیں ڈگری کالج خضدار کے چند اساتذہ سے بھی دعوتی نشست رہی۔ تمام پروگرام نہایت مفید رہے۔

(مرتب: محمد سعید انور)

## تنظیم اسلامی لاہور کا ایک روزہ اجتماع

**6 جولائی بروز اتوار**

**بمقام 3۔ریواز گارڈن لاہور**

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام ایک روزہ اجتماع ہوگا

رفقاء و احباب سے شرکت کی درخواست ہے

پروگرام صبح 9 بجے سے نماز عشاء تک جاری رہے گا

ناظم اجتماع: حافظ محمد عرفان' فون: 7311456

department] to happen in our country."[10] To him occupations and oppressions are not the issues, poverty and progress is.[11] Therefore, he is ready to assist US in consolidating its grip on Iraq and he alone considered himself sufficient to agree in principle for allocating Pakistani troops for this dirty job.

In order to keep gambling, Musharraf has to come up with new services to offer to the masters of his destiny. Having nothing else to offer, he has opted to put Islam on the chopping block. In the days ahead, just keep an eye on how Musharraf uses this option. When begging, borrowing, and stealing cross the limits, gamblers need a "bailout." When bailouts fail, many desperate gamblers have had to say, "My house is your house." It is difficult for people to understand how a person loses control of his gambling behaviour. It just seems like any normal person would know better. After all, no one is making him do it; there is not a chemical addiction; he can see what is happening around him; he must know there is a problem. Musharraf like gamblers has lost control in spite of everything he knows or anyone else can tell him. Whatever he does is just not rational.

**End Notes**


[1] Zubrzycki, John. "Musharraf Reshuffles His Trump Cards," *The Australian*, October 10, 2001.

[2] Reported by Hannah Bloch and Syed Talat Hussain/Islamabad, Massimo Calabresi/Washington, Jeff, Chu/London and Meenakshi Ganguly/New Delhi "The World's Toughest Job," Time Asia, October 22, 2001, VOL.158 NO.16.

[3] Cviic, Stephen. "Analysis: Musharraf's gamble," *BBC*, Saturday, 12 January, 2002, 21:36.

[4] Report by Neturei Karta International, June 15. Presented by Rabbi Yisroel P. Feldman of Neturei Karta Int.at the rally hosted by the New England Committee to Defend Palestine, to protest the "Boston Celebrates Israel Festival" in Boston, Mass. on Sunday, June 15, 2003.

[5] Baker, Mark. "Musharraf's boldest gamble seems to have paid off," *The Age*, May 4 2002.

[6] Abbas, Zaffar. "Games Dictator Play," *Herald* April 2002 issue.

[7] Editorial, *the Hindu*, July 10, 2002.

[8] Bashir, Sarmad. "Musharraf rejects 'democracy of minority," *The Nation*, June 27, 2003.

[9] *BBC* reported on June 28. *The Nation's* Monitoring Desk published its report on June 29, 2003.

[10] Hasan, Khalid. "President won't allow 'vice and virtue' body in NWFP," *Daily Times*, June 27, 2003. See: http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=story_27-6-2003_pg1_1

[11] The *Nation* reported on June 27, 2003 that President Musharraf told reporters and editors at a wide-ranging luncheon at *The Washington Times*: "The Islamic world must adopt a strategy of evaluating ourselves, deciding whether we want to follow a militant, confrontationist approach or choose a self-emancipating path away from poverty, away from a lack of production and opportunity." These are two different issues: you fight occupation and oppression on one front and poverty and inequality on another. How could he ask Muslims to allow occupations, be subservient and only worry about poverty? This is not possible without throwing away the yoke of domination and that is not possible with continued submission.


## شہرِ مکّہ

شہر مکہ! سیدہ آمنہ امینہ ؓ کا شہر ہے جنہوں نے خدا کی امانت اس کے بندوں کے سپرد کی۔ یہ سیدہ خدیجہؓ کا شہر ہے جن کی رفاقت نے رسول کریمؐ کو راحت بخشی۔ حضرت ابوبکرؓ کا شہر ہے جن کی صداقت نے اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ یہ حضرت عمرؓ کا شہر ہے جن کی عدالت نے اسلام کو عزت دی۔ یہ حضرت عثمانؓ کا شہر ہے جن کی سخاوت نے اسلام کو وسعت عطا کی اور حضرت علیؓ کا شہر ہے جن کی دانش و حکمت نے اسلام کو نئی جہت ارزاں کی۔ اس شہر میں بلالؓ اٹھا جو افق اسلام پر ہلال بن کر چمکا۔ اس شہر کا ایک باسی عمارؓ تھا جو کاروان عزیمت کا سالار بنا۔ اسی خاک سے ابوعبیدہؓ نکلا جسے زبان نبوت سے ''امین الامہ'' کا لقب ملا۔ اس شہر کے سینے میں ایمان' یقین' وفا' ایثار' اخلاص کی ہزاروں داستانیں محفوظ ہیں۔

(صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی' کی ایک تحریر سے اقتباس)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

## شاہدرہ میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا دعوتی خطاب

تنظیم اسلامی فیروز والا / شاہدرہ کے رفیق جناب ثاقب ادریس کی رہائش گاہ ''کوٹ شہاب الدین شاہدرہ'' میں گزشتہ ایک سال کے عرصہ سے ایک حلقہ درس قائم ہے۔ رفیق مکرم جناب ثاقب ادریس نے مبتدی رفیق کی حیثیت سے ذاتی رابطہ کی بہترین اور قابل تقلید مثال قائم کر کے اس حلقہ درس کو تنظیم اسلامی فیروز والا / شاہدرہ کا ''ماڈل حلقہ درس'' بنا دیا ہے۔

راقم کے دل میں خیال آیا کہ کسی وقت امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید شرکاءِ درس کو اپنے خطاب سے نوازیں۔ راقم نے حلقہ لاہور کے امیر جناب مرزا ایوب بیگ صاحب کے توسط سے امیر تنظیم تک اپنی بات پہنچائی جسے انہوں نے بلا تاخیر شرف قبولیت بخشتے ہوئے شاہدرہ آنے کی دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ 15 جون 2003ء کو امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید' امیر حلقہ مرزا ایوب بیگ اور ناظم حلقہ جناب عمران چشتی کے ہمراہ شاہدرہ تشریف لائے۔

ثاقب ادریس صاحب کی رہائش گاہ پر درس قرآن کی اس محفل میں امیر محترم نے سورۂ حج کے آخری رکوع کی آخری آیات کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا۔ آپ نے فرمایا ''درس قرآن کی محفل حقیقتاً بڑی ہی بابرکت محفل ہے اور اس بابرکت محفل میں شرکت بذات خود خیر و برکت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے''۔ تلاوت کردہ آیات میں اہل ایمان اور کلمہ گو مسلمانوں کی دینی ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان و عمل کے تقاضوں کو عملی زندگی میں پورا کرنے والوں کے لئے آخرت میں ان گنت نعمتوں بھری جنت تیار کر رکھی ہے۔ تاہم ایمان و عمل کے ان تقاضوں پر پورا اترنا آسان کام نہیں' بقول شاعر ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

شیطان اس وقت پورے کرہ ارضی پر بے پناہ وسائل اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ برسرپیکار ہے۔ لہٰذا آج اسلام کے دور سعادت کی طرح ہمیں اپنی زبان سے' اپنے عمل سے' اپنے کردار سے' دین حق کی صداقت کی گواہی دینا ہو گی اور اسلام کے اصولوں پر مبنی اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی بھرپور جدوجہد کو اپنا مقصد حیات بنانا ہو گا' اس کے بغیر دین حق کی گواہی انسانوں پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ہمیں جہاد کا راستہ اپنانا ہو گا جس کی ابتدا نماز اور زکوٰۃ کے فرائض کی ادائیگی اور قرآن کی دعوت سے وابستہ ہونے سے ہو گی' یہ وہ مبارک کام ہے جس کو کرنے سے دین و دنیا کی ساری بھلائیوں کے ہم سزاوار ہو سکتے ہیں اور جنت کا وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جس کی نعمتوں کا تصور بھی محال ہے۔''

امیر تنظیم کے پرتاثیر اور فطری انداز خطابت سے تمام شرکاءِ درس نے بھرپور استفادہ کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی مختصر نشست ہوئی۔ امیر تنظیم کے دعائیہ کلمات پر یہ پروگرام تکمیل کو پہنچا۔ (مرتب: نعیم اختر عدنان)

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.24
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

**View Point**

**Abid Ullah Jan**
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

# The Reign of a Compulsive Gambler

General Musharraf is a classic case for understanding gambler's attitude of almost all dictators. Like gamblers, they go through the phases of winning, losing, and finally desperation. In the final phase, they do not hesitate to put anything under their control at stake for the next bet. Unlike relapse in alcoholism, where the alcoholic can only see the hangover and devastation of the next drunk, gambling and dictating do, in fact, hold out the elusive hope that "I can win!!" on that next bet.

Scanning views of some keen observers in the last 44 months show that Musharraf has gambled more than steering the country as a statesman. Up to September 11, 2001, Musharraf had little opportunity to gamble. Despite EU, Commonwealth and Washington's rejection, he was winning at home. The public fully supported his sincere and impersonal — at least apparently — moves. His reason was to win; his attitude was to plan carefully and the driving force was his consuming desire to recreate the high. The winning phase, however, ended with the big win — the ensured US backing. After September 11, the world witnessed a different Musharraf, a gambler who just started his losing phase. Far from the edgy, almost apologetic figure he cut in the televised announcement of his "full support" for the US, he seemed almost bouncy. as if the crisis were something he had been waiting for all his life.

Note that in losing phase of gambling, his focus remained on chasing to get even with other legitimate leaders and recouping loss that incurred to him due to his illegitimate power grab. The driving force in this phase was to recapture the glow of winning — this time abroad, which forced him to bet impulsively and rashly.

To identify his gambling attitude, first came out John Zubrzycki of *The Australian* to declare that General Musharraf's "gamble will be welcomed in the US."[1] For winning some concessions, the first rash bet was Musharrf's trashing out his close coup partners: Lieutenant-General Mahmud Ahmed, chief of ISI — the man who went to Musharraf's aid in the 1999 coup by seizing control of Pakistan's television — and Lieutenant-General Usmani, corps commander of Karachi, who took control of the city's airport when Nawaz Sharif tried to prevent Musharraf's plane from landing just before the coup. This was the period when analysts such as Hannah Bloch, Syed Talat Hussain, Massimo Calabresi, Jeff Chu and Meenakshi Ganguly collectively declared "Western goodwill ... at the core of the Pakistani President's great gamble."[2]

BBC's Stephen Cviic then titled his January 12, 2002 analysis of Musharraf speech as "Musharraf's gamble." [3] This was the moment when Musharraf decided to stake his entire future on a gamble that Islam is less important to his fellow countrymen than peace, prosperity and stability. With reference to Palestine he said, "We are not contractors of Islam." The same tone continues till date. Now he says, "Why should Pakistan be more Palestinian than the Palestinians" ignoring the fact that he sounds more Jewish than the Jews such as Rabbi Yisroel P. Feldman of Neturei Karta International, who came to Boston on June 15 to protest in his words, "the celebration of the founding of the blasphemous and heretical Zionist state... and the heinous crimes committed in the name of its illegitimate "State of Israel." [4]

Mark Baker of the *Age* called referendum for appointing himself as president, "Musharraf's boldest gamble" on May 4, 2002. [5] Baker summed up that the gamble will "be remembered as the moment when another ambitious general began to put personal aggrandisement ahead of a professed commitment to defending democracy." Zaffar Abbas believed "Musharraf's latest gamble" was "anything but a routine flutter." [6]

Elections in Pakistan and the period since then mark the desperate phase of General Musharraf's gambling carrier. In this phase, the gambler simply cannot stop. His attitude becomes unreasonable. His mood swings to blaming and the force that drives him to gamble is his juggling dwindling resources -— the limited option for betting. A compulsive gambler would get funds from wherever possible, often through criminal means. Psychologists believe that at this time, a gambler's actions become extremely out of character, unreasonable and desperate. Jane's foreign report titled its March 23, 2003 report as, "Musharraf's High Risk Gamble." The report rightly describes that in utter desperation Musharraf is pitting himself against Islam. According to the report: "The source of Musharraf's power comes from his control of the army, with *the only other source* of power coming from religion." The report rightly identifies Musharraf's dwindling resources: 1) by "surreptitiously encouraging, mass public demonstrations, [Musharraf] is able to show the international community what he is up against." 2) Musharraf stirred up "mass panic and anti-US feeling by publicly proclaiming that he believes that Pakistan could be the next target of pre-emptive action." 3) since "US troops were already operating out of Pakistan and Afghanistan," Musharraf had "little extra to offer the Bush administration." Thus, he "had hoped that a large vote for an extremist religious party would trigger increased US support for his government." That is what he is cashing at the moment.

Outsiders picked up Musharraf's signs of desperation well within his losing phase. The *Hindu* called his plans for a praetorian National Security Council and LFO a reflection of his "sense of political desperation that was totally out of sync with his exudation of confidence as the arbiter of Pakistan's destiny." [7] The whole world watched carefully when Musharraf accentuated his sense of anxiety to safeguard his political flanks for years to come in the misty future.

The self-deluded potentate is in the final desperate moments of his gamble. He looks around, thinks and then gambles on almost anything that he considers remotely fit to please his masters. In his promotional, "What I can do for you!" trip to US and UK, he started talking about diplomatic relations with Israel. He pleaded that he needs "more room to manoeuvre in Pakistan to develop a national consensus on the [Israel's] recognition question." [8] More room to manoeuvre means a never-ending dictatorship like Hosnie Mubarak and a continued US sponsorship.

Instead of demanding implementation of the UN resolutions, he proposed an American designed "Road map" for Kashmir. Whereas *Orient on Line* reports (June 29) that India has "got recognised Line of Control as a formal dividing line between India and Pakistan." Furthermore, the US "wants Pakistan to seal its border with Iran" [9] a dream the US has been dreaming since early 90s. Musharraf has already run out of options. The only card left in his hands is Islam. He declared the other day, "I am very clear that we cannot allow this thing [the establishment of a vice and virtue